سیّدنا امام حسین علیہ السلام

اور

معرکۂ حق و باطل

گدائے درِ بتولؑ

سیّد محمد امجد منیر الازہری

۷۸۶

سیّدنا حضرت **امام حسین** علیہ السلام

اور

معرکۂ حق وباطل

الاعداد

......☆☆☆☆☆......

(سید محمد امجد منیر الازہری)

فاضل علوم السنہ شرقیہ وغربی

فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ۔ سرگودھا

کلیہ شرعیہ وقانون جامعۃ الازہر الشریف (مصر)

ناشر

صوفی فاؤنڈیشن بریڈفورڈ، یو۔کے

برائے ایصال ثواب

والد گرامی قدر، غواص بحر وحدت

سید پھل پیر کاظمی المتوفی 22 مئی 1995ء م

اوران کے برادر بزرگ بطل جلیل

سید چن پیر کاظمی المتوفی 1969ء

اللھم اغفرلابی و عَمی و اُمی وجدتی و عشیرتی

بحق نبی الانبیاء و علی و فاطمة ابنیھما

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باراول .... فروری 2009ء

بااہتمام .... صوفی محمد اصغر قادری

بریڈفورڈ، یو۔کے

قیمت .... -/150 روپے

انتساب

انجینئر سید مظہر عباس نقوی

پرنسپل گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی، رسول
ضلع منڈی بہاؤالدین

کے نام نامی

نیاز آگیں

سید محمد امجد منیر الازہری

يا اهل بيت رسول الله حبكم

فرض من الله فى القرآن انزله

يكفيكم من عظيم الفخر انكم

من لم يصلى عليكم لا صلوة له

"دیوان امام شافعی"

"اے اہل بیت رسول اللہ تمہاری محبت
فرض ہے اللہ کی طرف سے منزل قرآن میں
کافی ہے تمہارے لیے عظمت ۔ فخر کہ
جو نہ پڑھے تم پر درود و سلام، نہیں اسکی کوئی نماز"

☆☆☆☆☆

تقریظ

آں امام عاشقاں پورِ بتولؑ
سروِ آزادِ زبُستانِ رسولؐ

دقائق کو اگر حقائق کے ترازو میں رکھ کر عمیق نظر سے عوام الناس تک پہنچایا جائے تو فروعی مسائل سے کماحقہ نبٹا جا سکتا ہے۔ مسائل سے باحسن خوبی کیچڑ اُچھالے بغیر گزر جانا ہی اصل حقیقت واضح کرنے کے مترادف ہوتا ہے۔

زیرِ نظر تصنیف کو اگر ہم تعصب کی عینک اُتار کر دیکھیں تو

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

اور تصنیف کا معیار حقائق ہی ہے۔ اصل کو اصل ہی سے پرکھا جا سکتا ہے اگر ہم صراطِ مستقیم کو منتخب کرتے ہیں تو پھر سیدھا راستہ ہی ہمیں منزل بہ منزل چلاتا ہوا مقامِ طلب تک لے جائے گا۔

مقامِ طلب ہی اس کتاب کا موضوع ہے اور اگر موضوع کو صرف موضوع رکھ کر دیکھا جائے تو بات بنتی نظر نہیں آتی اور اگر موضوع کو حرزِ جاں بنا لیا جائے تو ہر چیز صاف اور مصفا بردِ فلک پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔ صاحبِ تصنیف کی علمی، ادبی شخصیت کو زیرِ بحث لایا جائے تو پھر بھی بات صاف ہو جاتی ہے۔

مثلاً ہم روایت اور درائیت کو حقیقت کی کسوٹی پہ رکھ کر دیکھیں تو راوی متقدمین اور ہمارے راوی اسلاف میں کچھ ایسے نام بھی آتے ہیں جن کی روائتیں بظاہر خلش چھوڑ جاتی ہیں۔ لیکن!

زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

ہمیں مجبوراً ان روایات کو ماننا پڑتا ہے اور ہمارے کچھ ایسے بھی راوی ہیں جن کی روایات کو بنظر غائر دیکھا جائے تو ان میں ترمیم کر کے مسلمانانِ عالم اسلام کو گزند پہنچانے کی کوشش کی گئی ہم یہ نہیں کہیں گے کہ یہ کام یہود و نصاریٰ کا ہے۔ہم اس بات پر متفق ہیں کہ یہ کام منافقین کی شورہ پشتی اور متعصبانہ رویے کی وجہ سے ہم تک پہنچا ہے۔اب ہمارا یہ کام ہے کہ اس کام کو ہماری مسلمانی اور اسلامی (Traditions) اور بات کے ترازو میں کس طرح پورا اترتی ہے۔ان ہی روایات اور درائیات کو ہمارے فاضل لکھاری نے موازنہ کر کے معاندانہ رویے سے ہٹ کر مساویانہ بات کو صفحہ قرطاس پر بکھیرا ہے۔

ہم خانوادۂ رسول کریم ﷺ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ اصل مسائل اور مصائب جاننے کے طلبگار ہیں۔یہی ہمارا مطمعِ نظر اور مقصدِ حیات ہے اور اسی طلب کو فاضل مصنف نے حقیقت ہم پر واضح کی ہے۔سید محمد امجد منیر الازہری اُس یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہیں جہاں عام عالم کو داخلہ ملنا بھی محال ہے۔ان کی علمی اُپچ اور شوکتِ الفاظ تو اپنی جگہ برقرار ہیں لیکن ان کا حقائق کو حقائق سے ہی بیان کرنا صاد کرتا ہے۔

ان کا موضوع کربلائے معلےٰ میں برپا ہونے والا واقعہ ہے اور سادات کی عصمت اور اُن کا مقام تا قیامت محترم اور قابل احترام ہونے کیساتھ ساتھ ہماری راہِ حیات کا سنگ میل بھی ہے۔اور اسی نشان منزل نے ہمیں اپنی جستجو سے نبرد آزما ہونے کا حوصلہ عطا فرمایا ہے اب تو ہم مطالبہ کرنے کی پوزیشن میں ہیں

خون حسینؓ باز دہ کوفہ و شام خویش را

جناب فاضل مخدوم سید محمد امجد منیر الازہری صاحب دامت برکاتہم عالیہ ایک ایسے عالم فاضل اور محقق ہیں جن کی علمی قابلیت مُسلمہ ہے۔ فاضل مصنف نے زیر نظر کتاب میں حقائق سے پردہ اُٹھا کے اصل چہرہ دکھایا ہے جس سے مجھ سے کئی کم علم حضرات کو فائدہ پہنچا ہے۔ ان کے زورِ قلم سے سچائی کے موتی ایسے برستے ہیں جس طرح کہ ساون ماہ کے مینہ میں بوندیں ٹپکتی ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اور خانوادۂ سادات کے دوسرے عزیز پر جو جو مصائب گزرے اُن پر سیر حاصل گفتگو آپ کو جا بجا نظر آئے گی۔ دُکھ' سوز' تکالیف' سفری صعوبتیں' مستورات اور وہ مستورات جن کی شرم ملائکہ بھی کرتے ہیں ہمراہ لیکر میدانِ کربلا میں اپنے نانا جان کے آخری دین کی تکمیل کیلئے جامِ شہادت نوش کرنے والے معصومین' جوان اور عمر رسیدہ شہدأ کی ایک لمبی فہرست ہے جنہوں نے اپنے سالارِ کارواں اور سردارانِ جنت کے شہزادگان کے ہمراہ شہادت کے اس درجہ پر فائز ہونا ہی اپنی فرضیت اور اپنی اصلیت کو مقام اولیٰ پر رکھا۔

انہی شہدأ کے صدقے اللہ رب العزت ہماری بخشش فرمائے، (آمین)

بجاہِ آلِ یٰسین

حسن اختر احسن

جنرل سیکرٹری دائم اقبال اکیڈمی (پاکستان)

منڈی بہاؤالدین فون نمبر: 0346-8431630

غالب ندیم دوست لے آتی ہے بوئے دوست
مشغولِ حق ہوں بندگیٔ بوتراب میں

نواسۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم، جگر گوشۂ بتول جنتی نوجوانوں کے سردار شہید کربلا سیّدنا حضرت حسینؓ وہ عظیم ہستی ہیں جن کے کان میں ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دی۔ اپنے مبارک ہاتھوں سے شہد چٹایا۔ اپنا لعابِ مبارک آپؓ کے منہ میں داخل کیا۔ دعائیں دیں اور ''حسین'' نام رکھا۔ پھر آپؐ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا کو عقیقہ کرنے اور سر کے بالوں کے برابر چاندی خیرات کرنے کی تلقین فرمائی۔

ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

''حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے ہوں''

جو حسینؓ سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرے۔ خاندانِ نبوت اسلام کی روشن آنکھیں ہیں ان سے عقیدت، محبت و مودت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے کربلا کے میدان میں عدیم النظیر قربانی پیش کر کے نہ صرف اسلام کو حیاتِ جاودانی عطا کی بلکہ انسانیت کے مقدر کو بھی اوج ثریا تک پہنچایا۔ اگر تاریخ سے کربلا کو نکالنے کی کوشش کی جائے تو پھر دنیا سے نہ صرف غیرت ختم ہو جائے گی بلکہ معاشرہ بھی حیوانیت کا شکار ہو کر رہ جائے گا۔

دم توڑتی انسانیت کو پناہ دے کر حیوانیت اور انسانیت کے درمیان حدِ فاصل قائم کر دینا صرف اور صرف امام حسینؓ کا ہی کام تھا۔ امام حسینؓ نے کربلا میں نہ صرف دینِ اسلام شریعت محمدیہ کو بچایا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ امام حسینؓ نے انسانی اقدار کو بھی مکمل تحفظ فراہم کیا ہے۔ کربلا نہ صرف ہر مسلمان کیلئے درس کامل ہے بلکہ

کربلا نے تو ہر معاشرہ کے رہنماؤں کو بھی رہنما اصول فراہم کئے ہیں کہ اپنے مبنی برحق موقف پر ڈٹے رہنے کیلیے ساتھیوں کی ہی نہیں اپنے خاندان کی قربانی بھی دینا پڑے تو گریز نہ کیا جائے۔

زیر نظر کتاب کو فاضل مصنف نے نہایت عرق ریزی سے ترتیب دیکر حق و باطل کے اس معرکہ کو قرطاس ربیض پر موتیوں میں پرو کر قاری کی نذر کیا ہے۔علامہ اقبال نے اسرارِ خودی میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ

شعلہ ہائے او صد ابراہیم سوخت
تا چراغِ یک محمدؐ بر فروخت

اس کے شعلوں نے سینکڑوں ابراہیم جلائے تب کہیں جا کر محمد ﷺ کا ایک چراغ روشن کیا اور اسی روشن چراغ کے روشن شعلہ نور حضرت حسین علیہ السلام کی سیرت مبارکہ کو ہمارے عالی قدر مصنف نے اپنے خاص انداز میں تحریر کیا ہے۔

بقول اقبال!

قوتِ خاموش و بیتابِ عمل
از عمل پابند اسبابِ عمل

ترجمہ: (۱) وہ اگرچہ ایک خاموش قوت ہے لیکن ہمیشہ بیتاب عمل ہے۔
(۲) وہ اپنے وظیفہ عمل ہی سے اسبابِ عمل پیدا کرتی رہتی ہے۔

مندرجہ بالا شعر موصوف پر حرف بحرف صادق آتا ہے کہ انہوں نے عمل پیہم سے اس کتاب کو لکھ کر سچ کا بول بالا کیا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ جواں حوصلہ مصنف اسی طرح مسلسل معرکۂ کربلا کے شہدا کو نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہوا دین ودنیا کی نعمتوں سے سرفراز ہو۔

مسلمان اپنے فرائض زندگی سے غافل ہو کر جمود وسکون کی گہری نیند سو رہے ہیں قدرت نے ایک ایسے عالی قدر حوصلہ انسان پیدا کیا جو سراپا عشق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قدرت کو جس شخص سے ایسی بلند اور ممتاز خدمات لینا مقصود ہوا سے دل اور دماغ بھی ویسا ہی قوی اور روشن عنایت کیا جاتا ہے۔ زمانے کے انقلاب اور باطل کی فریب کاریوں سے کسی حالت میں بھی مغلوب ومتاثر نہیں ہو سکتا۔ زندگی کے ہر شعبے میں فطرت اور صرف فطرت ہی کو اپنے عمل کا صحیح اور معتبر خیال کرتا ہے۔ لیکن کیا یہ محض ''کسبی'' اور سہل الحصول ہے؟ ہرگز نہیں یہ فطرت کی ایک مقدس ودیعت ہے۔ فیضان سماوی اور ایک ایسی ''وہبی'' نعمت ہے جو پنجتن پاک کے ذخیرہ فضل وکرم کے ''خیر کثیر'' سے مالا مال ہے۔ اسی عمل مسلسل کو علامہ اقبال نے بھی بیان فرمایا ہے۔

جہاں بانی سے ہے دشوار تر کارِ جہاں بینی
جگر خوں ہو تو چشم دل میں ہوتی ہے نظر پیدا

ہمارے معزز مصنف نے چادرِ تطہیر کے سائے میں رہ کر نکتہ چینی کرنے والوں کو نہایت نکتہ بینی سے منہ توڑ جوابات دیئے ہیں۔

ان کا اندازِ بیان زوردار، ولولہ انگیز اور سوز حسینیت سے خوشہ چینی کرتا ہوا پر شکوہ نظر آتا ہے۔ ہر جہت سے مضر اور مفید عادات واخلاق کی وضاحت کی گئی ہے۔ زبان سلیس، عام فہم اور تسلسل بے نظیر ہے۔ اس کتاب میں سیاست وتمدن کے ان نقائص پر صحیح بے خوف ہو کر عادلانہ تنقید کی گئی ہے۔

ان کوطرزِ بیان اور اغراض و مقاصد تمام دوسری چیزوں سے مختلف ہے گو اس کتاب میں بھی دین و سیاست کے اہم ترین حقائق کا ذکر کیا گیا ہے۔ تاہم اس کے بنیادی خاکہ کی طرف نظر دوڑائیں تو کربلا کے جانکاہ واقعات کو نہایت ہی مستحسن طریقہ سے اوامر ونواہی اور نہی عن المنکر کے ترازو میں خالصتاً فلسفہ اسلامی کو مطمعٔ نظر بنا کر بیان کیا گیا ہے۔

میری دُعا ہے کہ حسین اور حسینیت کو زندہ و جاوداں کرنیوالے عوامل موصوف کو اپنے خاص الخاص حلقہ فضل میں رکھیں (آمین)۔

علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے اسرارِ خودی میں فرمایا ہے

چوں حیاتِ عالم از زورِ خودی است

پس بقدرِ استواری زندگی است

ترجمہ: جب دنیا کی زندگی زورِ خودی ہی سے ثابت و برقرار ہے تو معلوم ہوا کہ وسعتِ زندگی بھی بقدرِ استحکام زندگی ہے۔

حلقۂ زد نور تا گروید چشم

نور نے جب ایک معیّن حلقہ بنالیا تو ''چشم'' بن گیا۔

از تلاش جلوہ ہا جنبید چشم

اور پھر وہ چشم تلاش نظارہ میں حرکت کرنے لگی۔

سیّدنا حضرت امام حسینؓ کی ذاتِ مبارکہ تمام صحابہ کرام کیلئے انتہائی عقیدت واحترام اور محبت و تکریم کا مرکز تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپؓ نے اپنی زندگی کے ستاون (57) برس مدینہ منورہ میں عام صحابہ کرام اور ان کی اولادوں کے درمیان

بسر فرمائے ان برسوں میں انہی لوگوں کے ساتھ مل کر تعلیمات اسلامیہ اور احکام اسلام کی تعمیل و تکمیل کی۔

حضرات حسنین کریمین میں سے کوئی بھی طوافِ بیت اللہ کیلئے نکلتا تو آپ کو سلام و مصافحہ کیلئے لوگ اس طرح پروانہ وار ٹوٹ کر گرتے کہ ڈر لگتا کہ کہیں ان لوگوں کو تکلیف و صدمہ نہ پہنچے۔

نواسہ رسول سیّدنا حضرت امام حسینؓ کے زہد و تقویٰ اور عبادت گزاری کی یہ حالت تھی کہ آپ شب زندہ دار اور سوائے ایام ممنوعہ کے ہمیشہ روزے سے ہوتے ۔آپ نے پچیس (25) حج پیدل فرمائے۔آپ کی مجالس وقار و متانت کا حسین مرقع اور آپ کی گفتگو علم و حکمت اور فصاحت و بلاغت سے بھرپور ہوتی۔

یکم محرم سے 8 ربیع الاول تک خود کو غمِ حسینؓ کے سپرد کرنے والے انسان ہی انسانیت کے ماتھے کا جھومر ہیں۔

یاد رکھو! غمِ حسینؓ ہی امن عالم کا ضامن اور ذکرِ حسینؓ سے ہی ہم دنیا کو پائیدار امن کا پیغام دے سکتے ہیں۔ کیونکہ غم حسینؓ منانے والے جانتے ہیں کہ ظالم کے کردار کو کس طرح ختم کیا جاتا ہے۔ظالموں کو انجام سے دوچار کرنے کیلئے کن کن راستوں پر چلتے ہوئے کن کن مظالم کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سیّدنا امام حسینؓ نے ہی نہیں بلکہ ان کے ہر عظیم ساتھی نے نہ صرف یزیدی گماشتوں کی ہر لالچی پیش کش کو ٹھوکر پر رکھا بلکہ یزید کے ہر ظلم و ستم کو بھی عظیم استقلال کے ساتھ برداشت کیا۔

یزیدی ظلم کی انتہا یہ ہے کہ جس مخدومہ عالمیانؑ نے گھر میں بلند لہجے میں تلاوت قرآن مجید نہیں کی تھی وہ انسانیت کو بقا عطا کرنے کیلئے فاسقوں، فاجروں شرابیوں کے ہجوم میں یزیدی سازشوں کو بے نقاب کرنیوالے خطبے دینے کیلئے تیار ہو گئیں۔ شریکۃ الحسینؑ مخدومہ عالمیان حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے محافظ دین حضرت حسینؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے زندگی کے کٹھن ترین دور میں قدم رکھنے کا فیصلہ کرلیا۔

''معرکۂ حق وباطل میں شکست ہمیشہ باطل کو ہوتی ہے''۔

قوم المقام حضرت سید محمد امجد منیر الازہری مدظلہ اللہ تعالیٰ نے نہایت عرق ریزی سے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے اور غم حسینؑ میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ میں نہ تو فلاسفر ہوں نہ ہی نقاد بس دل سے چند باتیں نکال کر صفحۂ قرطاس پر بکھیر دی ہیں۔

کتابوں پر تبصرے وغیرہ تو مبصر حضرات ہی لکھ سکتے ہیں لیکن غم حسینؑ کو محسوس کرنے کیلئے گداز دل کی ضرورت ہے جو مصنف کے رگ وپے میں بدرجۂ اتم موجود ہے۔ اللہ جزائے خیر دے، (آمین)

اصغر قادری (بریڈفورڈ)

نسب رسول اللہ ﷺ

قال حبر الامة عبدالله بن عباسؓ ولد رسول الله ﷺ مختونا مکحولا و کانت ولادته بعد وفاة ابیه عبدالله و توفیت والدته بعد وفاة ابیه عبدالله۔ و توفیت والدته السیدة آمنه و هو ابن ستة اعوام و مات جده شیخ الحرم عبدالمطلب و عمرهٗ ﷺ ثمانی سینن و کفل عمه ابو طالب بعد ذالك و بقی بمکة المکرمة حرسها الله و النبی بعد البعثة ثلاثة عشر سنة و هاجر الی المدینة المنورة و اقام فیها عشر سینن۔

حضرت حبر الامت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ چشم سرگیں 'ناف بریدہ پیدا ہوئے''۔

''والد گرامی حضرت عبداللہ کی وفات کے بعد سرور دو عالم ﷺ اس دنیا میں جلوہ نما ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ کا وصال جب ہوا آپ کی عمر اطہر چھ برس تھی۔ دادا حضرت شیخ الحرم' متولی کعبۃ اللہ حضرت عبدالمطلب کا وصال آپ کی عمر مبارک کے آٹھویں سال ہوا۔ پھر آپ کی کفالت و پرورش آپ کے چچا حضرت ابو طالب نے فرمائی۔ اعلان نبوت کے بعد آپ ﷺ تیرہ سال مکہ میں اور ہجرت کے بعد دس سال مدینہ منور میں اقامت گزیں رہے''۔

آپ کے والد گرامی حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن حکیم بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر

بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان العربی الابراہیمی اشرف آل ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوات والتسلیمات۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی صفحہ 383، المجلد الاول طبع دار الفکر بیروت کے صفحہ نمبر96 پر حضرت رحمت عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کے متعلق مرقوم ہے)

قال حد ثنا حکیم بن ابان عن عکرمة عن عبدالله ابن عباس عن ابیه عباس بن عبدالمطلب قال ولد رسول الله ﷺ مختونا ' مسرورا ' قال فاعجب به جده عبدالمطلب وخطی عنده و قال لیکونن لابنی هذا شان فکان له شان ......

(طبقات ابن سعد جلد نمبر1. القسم 1. صفحہ 64)

''حضرت رسول اللہ ﷺ مختون و مسرور اس عالم رنگ و بو میں قدم رنجہ فرما ہوئے جبکہ ہر مولود کی ولادت

نہ مختون ہے۔(ختنہ شدہ)

نہ مکحول ہے۔(سرمہ لگا ہوا)

اور نہ مسرور ہے''۔

یہ امتیاز رسول معظم ﷺ ہے کہ والدہ طیبہ طاہرہ سیدہ آمنہ کے بطن اطہر میں بھی حرام غذا سے محفوظ رہے اور قیامت تک آنے والوں کو بھی بتا دیا۔

لا احل لکم اهل البیت من الصدقات شیئا ولا غسالة الایدی ان لکم فی خمس الخمس ما یکفیکم او یغنیکم

(رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر. المطالب العالیہ جلد اول 739۔صفحہ 239)

''صدقہ و زکوۃ ہاتھوں کی میل محمد ﷺ اور اہل بیت رسول ﷺ پر حرام ہے''۔

(تاریخ بغداد جلد نمبر1. صفحہ 329.جواہر العقدین صفحہ 710)

ذکر ولادت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ہے۔

عن انس قال قال رسول الله ﷺ "من کرامتی ولدت مختونا و لم یر احد سوأتی"۔

"جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ولادت مختون حالت میں ہوئی اللہ نے مجھے یہ عزت بخشی ہے کہ کسی فرد بشر نے میری شرمگاہ نہیں دیکھی"۔

شرف قبیلہ

عن مطلب بن ابی وداعه قال جاء العباس الی رسول الله ﷺ فکانه سمع شیئا فقام النبی ﷺ علی المنبر فقال من انا ؟ قالوا انت رسول الله ﷺ قال انا محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب ان الله خلق الخلق فجعلنی فی خیر هم ثم جعلهم قبائل فجعلنی فی خیر هم قبیلة ثم جعلهم بیوتا فجعلنی فی خیر هم بیتا و خیر هم نسبا

(صحیح الترمذی جلد نمبر2صفحه 269)

"حضرت عباس بن عبد المطلب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو!" من انا " میں کون ہوں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔آپ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین مخلوق میں پیدا فرمایا"۔

جب اللہ تعالیٰ نے قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ عطا فرمایا۔

جب اللہ تعالیٰ نے گھر بنائے تو مجھے بہترین گھر اور نسب میں مبعوث فرمایا۔

(المستدرك على شرط صحيحهما للامام حاكم ملاحظه ہو جلد نمبر4صفحه 73)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم صحابہ کرام حریم رسول اللہ ﷺ میں حاضر تھے ایک عورتؓ گزری حاضرین میں سے کسی نے کہا یہ بنت محمد ﷺ ہے تو ابو سفیان نے ممدوح کائنات ﷺ کی ذات کی تعریف کی لیکن قبیلہ بنو ہاشم کو حقارت کی نظر سے دیکھا۔

ان مثل محمد فی بن هاشم مثل الريحانة فی وسط التبن۔

اس عورت نے سارا واقعہ حضور اکرم ﷺ سے عرض کر دیا۔ رحمت کائنات ﷺ منبر شریف پر جلوہ فگن ہوئے۔

يعرف الغضب فی وجهه فقال مابال اقوام۔

جلال باری تعالیٰ روئے زیبا سے عیاں تھا۔ ''فرمایا اس قوم کا کیا حال ہوگا''۔

ان الله تبارك و تعالیٰ خلق السموات فاختار العليا فاسكنها من شاء من خلقه ثم خلق الخلق فاختار من الخلق بنی آدم و اختار من بنی آدم العرب و اختار من العرب مضر واختار من مضر قريشا و اختار من قريش بنی هاشم و اختار نی من بنی هاشم فانا من بنی هاشم من خيار الی خيار۔

''بیشک جب اللہ تعالیٰ نے خلق کو تخلیق کیا تو بنو آدم کو برتری عطا فرمائی۔ پھر عربوں کو عربوں میں سے قبیلہ بنو مضر کو اور بنو مضر میں

سے قریش اور قریش میں سے بنو ہاشم کو اللہ نے مختار بنایا۔'' بے شک میں ہاشمی ہوں' پاک صلبوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا ہوں''۔

صحیح مسلم میں امام مسلم اور ترمذی شریف میں امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں۔

قال رسول الله ﷺ ان الله اصطفٰی من ولد آدم ابراهیم واتخذهٗ خلیلا و اصطفٰی من ولد ابراهیم اسماعیل ثم اصطفٰی من ولد اسماعیل نزارا ثم اصطفٰی من ولد نزارامضر ثم اصطفٰی من مضر کنانة ثم اصطفٰی من کنانة قریش ثم اصطفٰی بنی هاشم ثم اصطفٰی من بنی هاشم بنی عبدالمطلب ثم اصطفانی من عبدالمطلب۔

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ رب العزت نے اولاد حضرت آدم میں سے حضرت ابراہیم کو پسند فرمایا' انہیں مقام خلت عطا فرمایا۔ پھر اولادِ ابراہیم علیہ السلام میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا انتخاب فرمایا۔ اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے حضرت نزار پر نگاہ انتخاب رُکی۔ اولاد نزار میں سے قبیلہ بنو مضر کو منتخب کیا گیا۔ بنو مضر میں سے کنانہ کو چنا گیا اولاد کنانہ میں سے قریش۔ قریش میں سے بنی ہاشم اور بنو ہاشم میں سے مجھے خالق کائنات نے مصطفٰی ﷺ بنایا''۔

نوٹ:۔ از راہِ انصاف فرمائیے! کیا رسول اللہ ﷺ جیسا کوئی اور ہاشمی ہے۔

حضرت ہاشم جیسا کوئی اور قریشی ہے۔ حضرت قریش جیسا کوئی اور اولاد کنانہ میں نظر آتا ہے حضرت اسماعیل جیسا کوئی اور ابراہیمی ہے؟۔

عن عائشه قالت قال رسول الله ﷺ قال لی جبرئیل علیه السلام قلّبت الارض مشارقها و مغاربها فلم اجد بنی اب افضل من هاشم۔

(دلائل النبوة للبیهقی جلد اول صفحه130. صواعق محرقه صفحه110)

"اُم المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں! بانی اسلام حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں نے زمین کے شرق و غرب چھان مارے بار بار زمین و آسمان کو اُلٹ پلٹ کر دیکھا مجھے کوئی نہ مثل محمد ﷺ نظر آیا اور نہ مثل بنو ہاشم"۔

کنزل العمال جلد نمبر 6 صفحہ 108 پر ایک حدیث رسول انام ﷺ ملاحظہ فرمائیں۔

انا اشرف الناس حسبا ولا فخر واکرم الناس قدر ا ولافخر۔ ایهاالناس من اتانا اتیناهٗ و من اکرمنا اکرمناهٗ و من کاتبنا کاتبناهٗ و من شیع موتانا شیعنا موتاهٗ و من قام بحقنا قمنا بحقه۔ ایهاالناس حاسبوا الناس علی قدر احسابهم و خالطوا الناس علی قدر ادیانهم و انزلو الناس علی قدر مرواتهم و دار وا الناس یغفر لکم۔

(فضائل الخمسة من الصحاح الستته و غیرها. جلد اول صفحه 12. طبع بیروت)

"حسب و نسب مجھ جیسا کسی کا نہیں۔ قدر و منزلت مجھ جیسی کسی کی نہیں۔ اے لوگو! جو ہمیں کچھ دے گا ہم اس کا پورا پورا بدلہ دیں

گے۔ جو ہماری عزت کرے گا ہم اسے عزت دیں گے جو تعزیت کریگا ہم اس کی تعزیت کریں گے۔ جو ہمارے حقوق کا خیال رکھے گا ہم اس کے حقوق پورے کریں گے۔ اے لوگو! احساب کا لحاظ رکھو۔ قدر دانیاں پہچانو۔ مروت کی قدروں کو جانو۔ اللہ تمہیں معاف فرمائے گا''۔

(تفسیر در منشور آیت مبارکہ نمبر33سورۃ احزاب ملاحظہ ہو!)

اس روایت کو حضرت امام ابو عیسیٰ ترمذی۔ نے بیہقی ہند اور طبرانی نے حضرت ابن مردویہ اور الحافظ ابو نعیم نے بھی نقل فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ رسول برحق ﷺ نے فرمایا۔ ''جب اللہ رب العزت نے شعوب و قبائل بنائے اور کرامت کا معیار تقویٰ کو بنایا تو مجھے بہترین قبیلہ بلکہ تمام قبائل سے افضل قبیلہ میں پیدا فرمایا۔ ہاں میں تمام اولاد حضرت آدم علیہ السلام میں سے زیادہ متقی اور مکرم ہوں''۔ پھر اللہ تعالیٰ نے گھر خلق فرمائے تو تمام گھروں میں سے بہتر گھر میں میری بعثت ہوئی۔ میں اور میرے اہل بیت گناہوں سے پاک ہیں۔

یا ایھا الناس انّا خلقنکم من ذکر و انثی و جعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم۔ ان اللہ علیم خبیر۔

(پارہ نمبر26 سورۃ الحجرات آیت نمبر13)

''اے لوگو! ہم نے تمہیں پیدا کیا ایک مرد اور ایک عورت سے''۔

''اور ہم نے بنائے تمہارے شعوب وقبائل' تا کہ تمہیں معرفت ہو''۔

تم میں سے اللہ کے نزدیک مکرم وہ ہے جو متقی ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ
علیم وخبیر ہے۔

دورِ جاہلیت کے عرب دیگر گونا گوں خرابیوں کیساتھ ساتھ تفاخر کی بیماری میں بری طرح مبتلا تھے وہ اپنے آپ کو سب سے برتر، اشرف اور اعلیٰ خیال کرتے تھے۔ ان سب میں قریش کے فخر ومباہات کی شان ہی الگ تھی جب مکہ فتح ہوا اس کی فضاواں میں اسلام کا پرچم لہرانے لگا تو حضور نے حضرت بلال کو یاد فرمایا حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ جاؤ اور اذان دو۔ تعمیل ارشاد میں بلال نے کعبہ کے اوپر چڑھ کر اذان دینی شروع کی تو شرفاء قریش پر کوہِ الم ٹوٹ پڑا۔ ان کے دلی حزن وملال کا اندازہ اس مکالمے سے لگا لیے جو ان میں ہوا۔ عتاب بن اسید بولا اللہ کا شکر ہے میرا باپ یہ منظر دیکھنے سے پہلے مر گیا۔ حارث بن ہشام کہنے لگا اس کالے کوے کے بغیر محمد (فداہٗ ابی وامی) کو اور کوئی موذن نہیں ملا۔ سہیل بن عمرو نے کہا جیسے اللہ کی مرضی۔ ابوسفیان نے کہا میں تو کچھ نہیں کہتا۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری اس گفتگو پر اللہ تعالیٰ اس کو آگاہ کردے۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے اس زعم باطل کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔

تفاخر کا یہ نظریہ فقط جاہل اور غیر مہذب عربوں تک ہی محدود نہ تھا بلکہ روئے زمین پر جو متمدن اور شائستہ قومیں آباد تھیں وہ سب کی سب کسی نہ کسی صورت میں اس بیماری میں مبتلا تھیں کہیں اپنی نسل اور قومیت پر فخر کیا جاتا تھا کہیں ان کے وطن کی سرزمین ان کی بڑائی اور برتری کا باعث تھی کہیں زبان ورنگ وجہ افتخار بنے ہوئے تھے۔ اسی فاسد نظریہ نے مختلف قوموں کو متحارب گروہوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ہر قوم

اپنی نسلی شرافت اور اپنے خطہ زمین کی عظمت کے باعث اپنا یہ حق سمجھتی تھی کہ وہ دوسرے ممالک کو تاخت و تاراج کرے۔ ان کی دولت کو لوٹے۔ ان کے باشندوں کو اپنا غلام بنائے اور انہیں اپنے مقاصد کیلئے استعمال کرے اس شرانگیز نظریہ کے باعث جنگ و جدال کا لامتناہی سلسلہ جاری رہا۔ شرفِ انسانی کی قبا تہذیب و تمدن کے علمبرداروں کے ہاتھوں تار تار ہوتی رہی۔ یہ گمراہیاں صرف اس زمانہ میں ہی موجود نہ تھیں جنہیں ازمنہ مظلمہ کہا جاتا ہے بلکہ آج بھی ان کی ہلاکت آفرینوں سے انسانیت کی جبین شرم کے مارے عرق آلود ہوتی رہتی ہے۔ بھارت جسے دنیا کا سب سے بڑا جمہوری ملک ہونے کا دعویٰ ہے وہاں آج بھی طبقاتی امتیازات جوں کے توں قائم ہیں۔ بھارت کے طول و عرض میں بیسویں صدی میں بھی اچھوت نہ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے مندروں میں جا کر پوجا پاٹ کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے کنوؤں سے پانی بھر سکتے ہیں۔

امریکہ میں بے شمار ایسے ہوٹل ہیں جن کے دروازوں پر جلی حروف میں لکھا ہوتا ہے ریڈ انڈین (وہاں کے اصل باشندے) اور کتے داخل نہیں ہو سکتے۔ سفید فام باشندوں کے سکول و کالج تک مخصوص ہیں جہاں سیاہ فام حبشی تعلیم حاصل نہیں کر سکتے اپنی قومی برتری کا یہ غرور تھا جس نے جرمن قوم میں ہٹلر کا روپ اختیار کیا اور کروڑوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

وطنیت، قوم، رنگ، نسل اور زبان کے بتوں کی پوجا آج بھی اسی زور و شور سے ہو رہی ہے۔ اس مختصر سی آیت میں ان تمام بنیادوں کو منہدم کر کے رکھ دیا جن پر مختلف قوموں نے اپنی برتری اور شرافت کے ایوان تعمیر کر رکھے تھے۔

فرمایا' اے لوگو! تم ایک ہی باپ اور ایک ہی ماں کی اولاد ہو۔تمہاری نسل کا سلسلہ ایک اصل سے جا کر ملتا ہے۔تمہارا خالق بھی ایک' تمہارا مادہ تخلیق بھی یکساں۔تمہاری پیدائش کا طریقہ بھی ایک جیسا۔اتنی بڑی یکسانیتوں کے باوجود تمہارا ایک دوسرے پر برتری کا دعویٰ سراسر کم فہمی و نادانی ہے۔اولاد آدم کا مختلف شعوب و قبائل میں بٹنا اس لیے نہیں کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو حقیر سمجھے اور اپنے آپ کو اشرف و اعلیٰ خیال کرے۔بلکہ اس لئے ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اور باہمی معاملات میں گڑبڑ پیدا نہ ہو۔

الشعوب۔رؤس القبائل۔مثل ربیعہ ومضر۔الاوس والخزرج

شعوب کا واحد شعب ہے وہ ایسے اصل کو کہتے ہیں جس سے کئی قبیلے نکلتے ہوں ان کی ترتیب یہ ہے۔شعب،قبیلہ،فصیلہ،عمارہ

کسی خاندان میں پیدا ہونا' کسی زمین کا باشندہ ہونا اور چہرے کی کوئی خاص رنگت اس میں انسان کی اپنی کوشش اور سعی کا کوئی دخل نہیں۔اس لئے قرآن کریم نے اس کو وجہ افتخار قرار نہ دیا۔البتہ ایک چیز ہے جس سے انسان کا مرتبہ دوسرے لوگوں سے برتر اور اعلیٰ ہو جاتا ہے اور اس میں انسان کی ذاتی کوشش کا بھی دخل ہے اور وہ ہے تقویٰ۔

(ضیاء القرآن جلد چہارم سورۃ حجرات آیت نمبر 13،رسومات محرم الحرام اور سانحہ کربلا'' کے صفحہ نمبر 86 کو دیکھیں)

اہل سنت کا مسلک معتدل یہ نہیں!

حسین رضی اللہ عنہ کی طرفداری میں اس غلو کا جواب ناصبیوں کا غلو ہے جو

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس حدیث کا مصداق قرار دیکر

ضمن اراد ان یفرق هذه الامة وهی جمیع فاضر بوهٗ

بالسیف کائنامن کان۔

(صحیح مسلم۔ الامارة۔ باب حکم من فرق امر المسلمین و ہو مجتمع)

انہیں باغی اور واجب القتل قرار دیتے ہیں لیکن اہل سنت والجماعت نہ اُس کا ساتھ دیتے ہیں نہ اس غلو کا۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ مظلوم شہید ہوئے اوران کے قاتل ظالم وسرکش تھے۔ اوران احادیث کا اطلاق ان پر صحیح نہیں۔ جن میں تفریق بین المسلمین کرنیوالے کے قتل کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ کربلا میں آپ کا مقصد امت میں پھوٹ ڈالنا نہ تھا بلکہ آپ جماعت ہی میں رہنا چاہتے تھے۔ مگر ظالموں نے آپ کا کوئی مطالبہ نہ مانا۔ نہ آپ کو وطن واپس ہونے دیا نہ سرحد پر جانے دیا' نہ خود یزید کے پاس پہنچنے دیا۔ بلکہ قید کرنے پر اصرار کیا ایک معمولی مسلمان بھی اس برتاؤ کا مستحق نہیں ہوسکتا کجا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ۔

اسی طرح یہ روایت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سفید جھوٹ ہے۔

''جس نے میرے اہل بیت کا خون بہایا اور میرے خاندان کو اذیت دے کر مجھے اذیت پہنچائی اس پر اللہ کا اور میرا غصہ سخت ہوگا''۔

اس طرح کی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کہیں نہیں نکل سکتی تھی کیونکہ رشتہ داری اور قرابت سے زیادہ ایمان اور تقویٰ کی حرمت ہے اور اگر اہل بیت میں سے کوئی ایسا شخص جرم کرے جس پر شرعاً اس کا قتل واجب ہو تو بالا تفاق

اسے قتل کرڈالا جائے گا۔ مثلاً اگر کوئی ہاشمی چوری کرے تو یقیناً اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر زنا کا مرتکب ہو تو سنگسار کر دیا جائیگا۔ اگر جان بوجھ کر کسی بے گناہ کو قتل کر ڈالے، تو قصاص میں اس کی بھی گردن ماری جائے گی۔ اگرچہ مقتول حبشی، رومی، ترکی، دیلمی غرض کوئی ہو کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

المسلمون تتکافأ دماء هم۔

(سنن ابی دائود، الجہاد، باب فی الریه)

یعنی ''تمام مسلمانوں کا خون یکساں حرمت رکھتا ہے''۔

پس ہاشمی وغیر ہاشمی کا خون برابر ہے۔

صرف چند سطور لکھنے کے بعد صاحب کتاب مذکور نقل فرماتے ہیں:۔

کسی خاندان کی خصوصیات ثابت نہیں

جب کسی خاندان کی خصوصیت ثابت نہیں پھر یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ نبی ﷺ یہ کہہ کر اپنے خاندان کو خصوصیت دیں کہ جو ان کا خون بہائے گا اس پر اللہ کا غصہ بھڑکے گا۔ کیونکہ یہ بات پہلے ہی مسلمہ ہے کہ ناحق قتل شریعت میں حرام ہے عام اس سے کہ ہاشمی کا ہو یا غیر ہاشمی کا۔

ومن یقتل مومنا متعمدا فجزائهٗ جهنم خالدا فیها وغضب الله علیه و لعنه واعدّ له عذابا عظیما۔

(سورة النساء ۴/۹۳)

''پس قتل کی اباحت و حرمت میں ہاشمی و غیر ہاشمی سب یکساں درجہ رکھتے ہیں''۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینا حرام ہے عام اس سے کہ آپ کے خاندان کو تکلیف دیکر ہو یا اُمت کو ستا کر یا سنت کو توڑ کر۔ اب واضح ہوگیا کہ اس طرح کی بے بنیاد حدیثیں جاہلوں اور منافقوں کے سوا کوئی اور نہیں بیان کرسکتا۔

اسی طرح صفحہ 89 پر فاضل مصنف تحریر فرماتے ہیں یہ کہنا کہ آیت

قل لا اسئلکم علیه اجرا الاالمودة فی لقربیٰ

(سورۃ شوریٰ ۴۲/۲۳)

حسنین رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی ہے بالکل جھوٹ ہے۔ کیونکہ یہ آیت سورۃ شوریٰ کی ہے اور سورۃ شوریٰ مکی ہے اور حسنین رضی اللہ عنہما کیا معنی ؟۔ حضرت فاطمہ کی شادی سے بھی پہلے اُتری ہے آپ کا عقد ہجرت کے دوسرے سال مدینہ میں ہوا اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہجرت کے تیسرے اور چوتھے سال پیدا ہوئے۔

پھر یہ کہنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(رسومات محرم الحرام بحوالہ منہاج السنۃ از صفحہ 237تا 256جلد 2)

جاہل، منافق اور بالکل جھوٹ لکھنے والے کون کون بزرگ

عظمت خاندان :۔

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

فـاطـمة بـنـت اسـد بـن هـاشـم بن عبد مناف القرشية الهاشمية ام علی بن ابی طالب و هی اول هاشمية ولدت هاشميا۔

''حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف قرشیہ ہاشمیہ خاتون اول ہیں جنہوں نے ہاشمی شوہر سے امانت وصول کی اور ہاشمی بچہ علی المرتضیٰ ، اسداللہ ، لافتی الا علیٰ کی شکل میں اسلام اور مسلمانوں کو عطا کیا''۔

اگر ہاشمی ہونا وجہ امتیاز نہیں تو علامہ ابن حجر عسقلانی نے اتنا تردد کیوں کیا کہ وہ خاتون اول ہیں جو ہاشمی بچے کی ماں ہونے کا اعزاز رکھتی ہیں۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برسر منبر یہ فرماتے ہوئے سنا۔

''اے لوگو! میں کون ہوں۔تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا، اَنت رسول الله ''آپ اللہ کے رسول ہیں''۔

آپ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں''۔ تفصیلاً حدیث مبارکہ گزر چکی ہے۔

اگر نیک باپ اور نیک دادا کی اولاد ہونا باعث امتیاز نہیں تو سید کائنات کا یہ فرمان کس طرف رہنمائی فرمارہا ہے''۔ اور محدث جلیل امام ابوعیسیٰ محمد بن یحییٰ ترمذی نے جامع ترمذی شریف میں اس حدیث رسول نام صلی اللہ علیہ وسلم کو نقل کیونکر فرمایا؟

2، و اما الجدار فکان لغلامین یتیمین فی المدینه و کان تحته کنزلهما و کان ابو هما صالحا فاراد ربك ان یبلغا رشد هما و یستخرجا کنزهما رحمة من ربك۔

(القرآن الکریم۔ سورۃ الکہف 18/82)

''اور وہ دیوار شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ کا شخ بڑا نیک شخص تھا۔ پس آپ کے رب نے ارادہ فرمایا کہ وہ دونوں بچے جوان ہوں اور اپنا خزانہ نکال لیں یہ ان پر ان کے رب کی رحمت خاص تھی۔ یہ جو کچھ ہوا میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا''۔

محمد بن منکدر سے مروی ہے اللہ تعالیٰ اپنے ایک نیک بندے کی صلاح و تقویٰ کی وجہ سے اس کی اولاد' اولاد کی اولاد اور اس کے خاندان کی نگہبانی فرماتا ہے جب وہ نیک بندہ کسی جگہ پر سکونت اختیار فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پڑوسیوں کی بھی حفاظت فرماتا ہے۔

قال محمد بن منکدر ان الله یحفظ العبد ولدهٗ و ولدولده و عشیرته و اهل دوهرات حوله فی حفظ الله مادام فهیم۔

(پارہ نمبر 16، سورۃ الکہف، آیت نمبر 82۔ تفسیر مظہری، صفحہ 60، طبع: مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔)

حضرت خضر و حضرت موسیٰ علیہ السلام تو دونوں اللہ کے نیک بندے دونوں بچوں کے خزانہ کی حفاظت صرف اس لئے فرمادی کہ ان کا باپ نیک شخص ہے کاش نامی شخص کے بچوں کی عزت ہے اور ان کے باپ کی بزرگی کی وجہ سے ان کا مال بھی محفوظ ہے لیکن صد حیف! کہ مسلمان اپنے فخر الانبیاء والمرسلین نبی ﷺ کی اولاد کا مقام نہیں پہچان رہے نہ ان کی عزت ہے نہ ان کا مال محفوظ۔

الاحادیث

1۔ عن زر بن جیش عن علی قال عھد الّی النبی الامی انہ لا یحبك الامومن ولا یبغضك الامنافق۔

2۔ عن المساعد الحمیری عن امہ قالت دخلت علی ام سلمۃ فسمعتھا تقول کان رسول اللہ ﷺ یقول لا یحب علیا منافق ولا یبغضہ مومن

(الترمذی، کتاب المناقب رقم الحدیث 3736)

وقال عنہ و ھذا حدیث حسن صحیح

3۔ حضرت زر بن جیش حضرت علی المرتضیٰ سے نقل فرماتے ہیں اور حضرت مساعد حمیری کی والدہ اُم المومنین حضرت اُم سلمہ سے روایت کرتی ہیں کہ سید الاولین والآخرین فخر انبیاء و مرسلین فرمایا کرتے کہ علیؑ سے محبت صرف مومن کرتا ہے اور علیؑ سے بغض صرف منافق کرتا ہے۔

اب جو آیت مبارکہ فاضل مصنف نے درج فرمائی ہے ملاحظہ ہو۔

ومن یقتل مومنا متعمدا فجزائه جهنم خالدا فیها و غضب الله علیه و لعنه و اعدله عذابا عظیما۔

(سورة النساء 4/93)

''جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے ہمیشہ کیلئے اس میں رہے گا''۔

اللہ کا اس پر عذاب ہے اللہ کی اس پر لعنت ہے اللہ نے اس کیلئے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں جو بھی کسی مومن کو عمداً قتل کرے اس کیلئے

1۔ جہنم 2۔ غضب اله العالمین 3۔ لعنت رب العالمین

4۔ اور دردناک عظیم عذاب ہے۔

61,60 ہجری میں قتال ہوا۔ قاتل شامی تھے اور مقتولین اصحاب حسین علیہ السلام۔

اللہ فرماتے ہیں جو عمداً قتال کرے مومنین کا، پس اس کیلئے ہے جہنم، غضب، لعنت، عذاب عظیم۔ کیا یزید کو حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کا علم نہ تھا کہ وہ مومنین ہیں۔ عمرو بن سعد، شمر ذی الجوشن، خولی، سارے لشکر یزید کے ذمہ داران آفیسرز اس بات سے جاہل تھے کہ حسین علیہ السلام اور اصحاب حسین علیہ السلام مومنین ہیں؟ کیا ان لوگوں کا قتل عمداً نہیں۔ سہواً یا خطاً ہو گیا ہے؟۔

اللہ فرماتا ہے یہ عمداً قتل کرنیوالے جہنمی ہیں ہم انہیں جہنمی ماننے کیلئے تیار نہیں اللہ کا اُن پر غضب ہے اور ہم انہیں مغضوب کی بجائے منعم علیہم ثابت کرنے پر کمر ہمت باندھے ہوئے ہیں۔

اللہ رب العالمین کی ان بدبختوں پر لعنت ہے اور ہم حضرت یزید رحمتہ اللہ علیہ منوانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

اللہ نے ان نابکاروں کیلئے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے اور ہم ہیں جو ان کیلئے ایصال ثواب کی محافل سجائے بیٹھے ہیں جبکہ اپنے عزیز و اقارب کیلئے فاتحہ خوانی کے جواز کے قائل بھی نہیں ہیں۔

حضرت بانی اسلام فخر آدم و نسل بنی آدم علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں۔

4۔ عن عمرو بن شاس الاسلمی قال خرجت مع علی الی الیمن (وکان من اصحاب الحدیبة) فجفانی فی سفری ذالك حتی وجدت فی نفسی علیه۔

فلما قدمت اظهرت شکایة فی المسجد حتی بلغ ذالك رسول الله ﷺ فدخلت المسجد ذات غدوة و رسول الله فی ناس من اصحابه فلما رانی امدّنی (یقول حدّرالی النظر) حتی اذا جلست قال یا عمر والله لقد آذیتنی قلت اعوذ بالله ان اوذیك یارسول الله قال بلٰی من آذی علیاً فقد آذانی۔

(مسندامام احمد بن حنبل 3/483، مناقبت علی صفحہ53)

5۔ ''حضرت عمرو بن شاس اسلمی فرماتے ہیں ایک دفعہ میرا حضرت علی المرتضٰی کے ہمراہ یمن جانا ہوا۔ سفر میں مجھے حضرت علی سے شکوہ شکایت ہوئی۔ میں نے یہ بات اپنے دل میں پائی (یہ حضرت عمرو بن شاس صلح حدیبیہ کے موقع پر اصحاب بیعت رضوان میں سے تھے) جب میں مدینہ شریف پہنچا تو میں نے صحابہ کے سامنے اس کا اظہار کیا یعنی علی المرتضٰی کی شکایت صحابہ کے سامنے کی۔ حتیٰ کہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی''۔

''ایک دن صبح میں مسجد میں داخل ہوا رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کے جلو میں تشریف فرما تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا تو آپ کی نظریں مجھ پر رُک گئیں۔ جیسے ہی میں بیٹھ گیا تو آپؐ نے فرمایا عمرو اللہ کی قسم تو نے مجھے اذیت دی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں کہ آپ کو اذیت دوں۔ رحمت اللعالمین ﷺ نے فرمایا ''علی کو اذیت دینا میں محمد رسول اللہ (ﷺ) کو اذیت دینا ہے''۔

سانحہ کربلا کے مصنف کا

فرمان ملاحظہ ہو۔ یہ روایت بھی رسول اللہ ﷺ پر سفید جھوٹ ہے کہ آپ فرمائیں جس نے میرے اہل بیت کا خون بہایا اور میرے خاندان کو اذیت دی۔ اس نے مجھے اذیت دی اس پر اللہ کا اور میرا غصہ سخت ہوگا۔

اگر یہ صاحب سچے ہیں اور یہ سفید جھوٹ ہے تو حضرت امام احمد بن حنبل تو سفید جھوٹ فرمانے والے جاہل اور منافق ہوئے۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

فاعتبروا یا اولوا الالباب

ویسے اس قبیل کی احادیث طیبات صرف امام احمد بن حنبل نے ہی رقم نہیں فرمائیں کثیر محدثین و مفسرین کے اسماء مبارکہ آتے ہیں۔ مثلاً

6۔ عن عبدالله الجدلی قال دخلت علی ام سلمة فقالت لی أیسب رسول الله فیکم قلت معاذالله (او سبحان الله او کلمة نحوها) قالت سمعت رسول الله ﷺ یقول من سبّ علیا فقد سبنی۔

''حضرت عبداللہ جدلی فرماتے ہیں میں حضرت اُم المومنین حضرت اُم سلمہ کے پاس حاضر ہوا تو اُم المومنین نے فرمایا عبداللہ کیا تمہاری موجودگی میں رسول اللہ ﷺ کو گالی دی جاتی ہیں''۔

میں نے عرض کیا 'اللہ کی پناہ، الامان والحفیظ'۔

اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ عبداللہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے علی کو گالی دی اس نے میں محمد ﷺ کو گالی دی۔

(اخرجه الامام احمدبن حنبل فی مسنده ۶/۳۲۰ وقال الهیثمی رواه احمد وفیه ابو

سلمان و لم المرفه الادن یکون بشیر بن سلمان خان کان ہو فہو تقته وبقیة رجاله ثقات. مناقب علی صفحه 63)

7۔ قال رسول الله ﷺ و قد اخذ بیدالحسن و الحسین من احبنّی واجب هذین و اباهما و امهما کان معی فی درجتی یوم القیامة

(ترمذی شریف۔اسنادہ حسن المسند بتحقیق شاکر 2/576 مناقب علی و الحسنین و امہا۔صفحہ 13)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبکہ مولا حسن اور مولا حسین کے مبارک ہاتھوں کو رسول اللہ ﷺ پکڑے ہوئے تھے جس نے مجھ سے اور ان دونوں سے ان کے والد اور والدہ سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔

8۔ عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ احبوا الله لما یغذوکم به من نعمه و احبوانی بحب الله و احبوا اهل بیتی لحبی۔

(ترمذی شریف۔رقم الحدیث 3789)

''حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا اللہ سے محبت کرو کیونکہ اس کے احسانات وعطیات تم پر وافر ہیں اور مجھ سے محبت کرو کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اہل بیت سے محبت کرو کیونکہ وہ میرے محبوب ہیں''۔

9۔ عن زید بن ارقم ان رسول الله ﷺ قال لعلی و فاطمة و الحسن و الحسین انا حرب لمن حاربتم و سلم لمن سالمتم

(الترمذی 5/699، کتاب المناقب رقم الحدیث 3870 مسند الامام احمد بن حنبل 2/244 مناقب 12)

حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا۔

''حضرت علی، حضرت زہرا، حضرت حسن و حضرت حسین علیہم السلام کے محاربین کیلئے میرا اعلان جنگ ہے اور ان کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والوں کیلئے میں پیامبر صلح و سلامتی ہوں''۔

10۔ عن انس بن مالک کان عند النبی ﷺ طیر فقال اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی ھذا الطیر فجاء علی فاکل معه

(اخرجہ الترمذی، کتاب المناقب رقم الحدیث ۳۷۲۱ مکرر، ۵/۶۳۶، ۷۳۷۔ مناقب علی والحسن و الحسین وامہا۔ ص 106)

''حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔ نبی کریم ﷺ پرندے کا گوشت تناول فرمانے لگے تو آپ نے اللہ کریم جل جلالہٗ کی بارگاہ اقدس میں دعا کی۔ اے اللہ جو تجھے تیری مخلوق میں سب سے پیارا ہے اسے بھیج تاکہ میرے ساتھ کھانے میں شامل ہو''۔

پس علی المرتضٰی تشریف فرما ہوئے اور رسول معظم ﷺ کے ہمراہ کھانے میں شامل ہوئے۔

11۔ قال النبی ﷺ لعلی انت منی و انا منک

(بخاری شریف، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ)

حضور پرنور ﷺ نے فرمایا!

''علی آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں''۔

12۔ عن حبشی بن جنادہ قال سمعت رسول الله ﷺ یقول علی منی و انا منہ لا یودی عنّی الاعلی

(سنن ابن ماجہ شریف: المقدمہ باب فی فضائل اصحاب رسول ﷺ ص 119 المناقب ص 77)

''حبشی بن جنادہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمایا کرتے علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔ میری طرف سے کوئی ادائیگی نہ کرے سوائے علی کے''

عن ابن بریدہ عن ابیہ قال، قال رسول الله ﷺ امرنی بحب اربعة و اخبرنی انه یحبهم قیل یا رسول الله سمّهم لنا قال علی منهم یقول ذالك ثلاثا و ابو ذر و المقدار و سلمان امرنی بحبهم و اخبرنی یحبهم۔

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے مجھے چار افراد سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ ان کے نام بتائیے۔ آپ نے فرمایا! علی ان میں سے ایک ہے''۔

(الترمذی کتاب المناقب 3718 وہذا حدیث حسن، سنن ابی ماجہ شریف، المقدمہ باب فضائل اصحاب رسول اللہ رقم الحدیث 149، مسند احمد بن حنبل 5/351)

13۔ عن اُم سلمة قالت سمعت رسول الله ﷺ یقول علی مع القرآن و القرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض۔ ۔(العجم الصغیر للطبرانی)

''علی قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں کبھی بھی جدا نہ ہونگے حتیٰ کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملیں گے''۔

14۔ عن ابی ذر قال ، قال رسول الله ﷺ لعلی یا علی من فارقنی فارق الله و من فارقك یا علی فارقنی

(رواة البزاز و رجاله ثقات مناقب علی الحسن و الحسین و امهما ص 193دلجوعه دار الوعی۔ حلب)

15۔ عن ام سلمة انها كانت تقول كان علی علی الحق من اتبعه اتبع الحق و من تركه ترك الحق عهد مسعهود قبل یو مه هذا

(رواة الطبرانی و ایضا الهیثمی 135/9و ایضا ص193)

''حضرت حرم رسول معظم ﷺ جنابہ اُم المومنین ام سلمہ فرمایا کرتی کہ علی حق ہیں جس نے علی کی اتباع کی اس نے حق کی اتباع کی اور جس نے اسے چھوڑا اس نے حق چھوڑ دیا''۔

16۔ عن عامر قال غسل رسول الله ﷺ علی بن ابی طالب و الفضل بن العباس و اسامة بن زید و كان علی یغسله و یقول بابی انت و امی طبت میتا و حیاً

17۔ عن عبدالواحد بن ابی عون قال ، قال رسول الله ﷺ لعلی بن ابی طالب فی مرضه الزی توفی به اغسلنی یا علی اذامت فقال یارسول الله ماغسلت میتا قط فقال رسول الله ﷺ انك ستهیا او تیسیر قال علی فغسلت فما آخذ عضوا الا تبعنی و الفضل اخذ بحضنه یقول اعجل یا علی انقطع طهری

(الطبقات الكبری لابن سعد 4/477، مناقب علی 175)

''حضرت عامر فرماتے ہیں حضرت رسول اللہ ﷺ کو حضرت علی بن ابی طالب نے غسل دیا اور فضل بن عباس، اسامہ بن زید آپ کے ساتھ معاونین تھے۔ حضرت علی غسل بھی دے رہے تھے اور سید العالمین کی حیات ظاہری اور وصال مبارک کی تعریف بھی فرما رہے تھے''۔

''حضرت عبدالواحد بن ابی عون فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں حضرت علی المرتضٰی کو وصیت فرمائی تھی کہ آپ رسول کائنات ﷺ کو غسل دیں۔ تو علی المرتضٰی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے کبھی اموات کو غسل دیا ہے؟ تو رسول اللہ نے فرمایا تمہارے لیے اس معاملہ کو آسان بنا دیا جائیگا۔ علی المرتضٰی فرماتے ہیں میں نے سید الانبیاء والمرسلین کو غسل دیا جب کسی عضو مبارک کو ہاتھ لگاتا تو وہ میری اتباع میں حرکت کرتا۔ حضرت فضل بن عباس بھی شامل تھے اور عرض کرتے علی جلدی کرو میری تو کمر ٹوٹی جا رہی ہے''۔

......

المستفادات (مذکورہ الصدر احادیث طیبات میں)

☆ علی کی محبت	علامت ایمان
☆ علی کی عداوت	علامت نفاق
☆ علی کی اذیت	اذیت رسول اللہ
☆ علی کو گالی دینا	رسول اللہ کو گالی دینا ہے
☆ علی کی صلح	رسول اللہ کی صلح
☆ علی سے جنگ	رسول اللہ سے جنگ
☆ علی قرآن کے ساتھ	قرآن علی کے ساتھ
☆ حق علی کے ساتھ	علی حق کے ساتھ

علی مخلوق اللہ رب العالمین میں سب سے محبوب بارگاہ اللہ رب العالمین ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی المرتضیٰ کو فرمایا 'علی المرتضیٰ مجھے غسل آپ دینا'۔

اگر اب چودہ سو سالوں کے بعد کوئی یہ کہے یہ احادیث طیبات نقل فرمانے والے راویانِ احادیث جاہل، منافق اور سفید جھوٹ لکھنے والے ہیں تو اللہ کریم ہی ہے جو ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہدایت کے دروازے کھول دے۔

جب ہم بخاری شریف، ترمذی شریف، سنن ابن ماجہ شریف، طبقات ابن سعد جیسے جید علمائے کرام پر جہالت، نفاق اور جھوٹ کا الزام لگا دیں گے تو پھر اہل السنہ والجماعت کہلانا ہمیں زیب نہیں دے گا۔ کیونکہ اہل السنہ والجماعت کے نزدیک یہ شخصیات مسلمہ ہیں۔ تام الضبط، عادل، ثقہ اور صاحب ایمان لوگ ہیں اور اسلام میں ید طولیٰ رکھنے والی شخصیات ہیں۔

1۔ عن ام سلمة ان رسول الله ﷺ دعا فاطمة يوم الفتح فناجاها فبكت ثم حدثها فضكت قالت۔

فلما توفى رسول الله ﷺ سالتها عن بكائها و ضَحك قالت اخبرنى رسول الله ﷺ انه يموت فبكت ثم اخبرنى انى سيدة نساء اهل الجنة الامريم بنت عمران فضكت۔

(ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل فاطمة رقم الحدیث 3873)

''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں۔ بیشک رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا کو بلایا فتح مکہ کے دن ان کے ساتھ مناجات کی۔ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا رونے لگی' پھر آپ نے گفتگو کی پس آپ کھل کر مسکرانے لگیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں''۔

''رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد میں نے سیدہ فاطمہ سے رونے اور مسکرانے کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ پہلی بار رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے وصال کی خبر دی تو میری آہ و بکا کا منظر آپ نے دیکھا' دوسری بار آپ نے فرمایا کہ فاطمہ آپ جنتی خواتین کی سردار ہیں سوائے مریم بنت عمران کے، تو میں مسکرانے لگی''۔

2۔ عن عائشه قالت دعا النبى ﷺ فاطمه ابنتهٗ فى شكوٰهٗ الذى قبض فيه فسارها بشى فبكت ثم دعاها فسارّها فضحكت قالت فسا لتهاعن ذالك فقالت سارنى النبى ﷺ فاحبرنى انه يقبض فى وجهه الزى توفى فيه فبكيت ثم سارنى

فاخبرنی انّی اول اھل بیته اتبعه فضحکت۔

''حضرت عائشہ فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ نے مخدومہ فاطمہ الزہرا کو بلایا۔ رحمت اللعالمین ان دنوں اسی مرض میں مبتلا تھے جس میں آپ کا وصال ہوا۔ نبی پاک ﷺ نے آہستہ سے فاطمہ زہرا سے کوئی بات کی۔ مخدومہ فاطمہ زہرا وہ سن کر رونے لگی پھر نبی کریم ﷺ نے دوبارہ آہستہ سے ہی کچھ فرمایا جسے سن کر مخدومہ فاطمہ زہرا کھل کر مسکرانے لگیں۔ جب میں نے آپ سے سوال کیا تو حضرت فاطمہ الزہراؑ نے فرمایا کہ پہلے تو سرور کائنات ﷺ نے اپنے وصال کی خبر دی تھی تو میں نے آہ وبکا کی۔ دوسری بار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں فاطمہ الزہراؑ سب سے پہلے آپ کے اہل بیت میں سے حضورؐ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہوں گی تو میں مسکرانے لگی''۔

(صحیح مسلم شریف، کتاب فضائل الصحاب باب فضائل فاطمه صفحه 893,97، مناقب صفحه 252)

3۔ حضرت عائشہ روایت فرماتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے تمام حرم، امہات المومنین آپ کے پاس جمع تھیں، کوئی بھی غیر حاضر نہیں تھیں۔ پاک زہرا فاطمہ قدم رنجہ فرما ہوئیں۔ یوں محسوس ہوتا تھا بی بی کا چلنا رسول اللہ کی طرح تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ مرحبا میری لخت جگر۔ پاک بی بی کو رسول اللہ نے اپنے دائیں طرف بٹھالیا یا شائد یہ بائیں طرف بنتی تھی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ سے کوئی بات کہی تو آپ رونے لگی۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ سے کوئی بات فرمائی تو آپ کھل کر مسکرائی۔

میں نے پوچھا پاک فاطمہ آپ کو کس چیز نے رلادیا۔ حضرت فاطمہ الزہرہ نے جواباً فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشانہ کروں گی۔ میں نے پھر کہا ہم نے خوشی وغمی کو اتنا قریب کبھی نہیں دیکھا رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کوئی گفتگو فرمائی جو ہم میں سے کسی سے بھی آپ نے نہیں کی تو آپ رونے لگیں۔ میرے دوبارہ سوال کرنے پر بھی وہی پہلے والا جواب فاطمہ الزہرہ نے دیا کہ میں رازِ رسول اللہ کو افشانہ کروں گی۔

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک ہو گیا میں نے پھر عرض کیا تو حضرت فاطمہ الزہرہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جبرئیل ہر سال مجھ سے ایک بار قرآن سنتا اور سناتا تھا لیکن اس دفعہ دو مرتبہ جبرئیل نے مجھ سے قرآن سنا اور سنایا ہے میرا خیال ہے کہ میں اس سال داعی اجل کو لبیک کہوں گا اور آپ ہی مجھ سے میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے ملاقات کریں گی اور میں تمہارے لیے کتنا ہی بہترین اثاثہ ہوں جو تم سے پہلے تمہارے لیے جا رہا ہوں پس میں رونے لگی۔ پھر آپ نے فرمایا فاطمہ الزہرہ کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ تمام مومنین عورتوں کی سردار ہیں یا آپ نے فرمایا کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ اس خیر الامم کی تمام عورتوں کی آپ سردار ہیں تو میں مسکرا دی۔

(مسلم شریف، مسند احمد بن حنبل، طبقات ابن سعد)

عن علی ان فاطمة اتت النبی ﷺ تشکو الیه ماتلقی فی یدها من الرحی و بلغها انه جاءۂ رقیق فلم تصادفه فذکرت ذالك لعائشه فلما جاء اخبرته عائشه قال فجاء نا و قد اخذنا مضاجعنا فذهبنا نقوم فقال علی مکانکما فجاء فقصد بینی و بینها حتی و جدت برد قدمیه علی بطنی فقال الا ادلکما علی خیر مما سالتما اذا اخذتما مضاجعکما او اویتما الی فراشکما فسبحا ثلاثا و ثلاثین و احمد اثلاثا و ثلاثین و کبّرا اربعاو ثلاثین فهو خیر لکما من خادم۔

(بخاری شریف، کتاب النفقات، باب عمل المراة فی بیت زوجہا مسلم شریف، کتاب الذکر و الدعا، باب التسبیح اول النہار و غدالنوم 2091)

”حضرت علی المرتضٰی فرماتے ہیں حضرت فاطمہ الزہرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں اور اپنے ہاتھوں پہ چکی پینے کے نشانات دکھا کر عرض گزار ہوئیں یارسول اللہ ﷺ آپکے پاس غلام لائے گئے ہیں حضرت عائشہ و علی کی موجودگی میں جو سید الانبیاء المرسلین نے مخدومہ کونین فاطمہ الزہرہ کو جواب عطا فرمایا!

”میں تمہیں غلاموں سے بہتر شے کی رہنمائی نہ کروں؟ دونوں علی المرتضٰی جنابہ زہرہ سلام اللہ علیہا نے عرض کیا سرکار ارشاد فرمایئے

”آپ نے فرمایا! جب تم دونوں اپنے بستروں کی طرف پلٹو تو 33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ الحمد اللہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر کہا کرو یہ تمہارے لیے نوکروں سے بہتر ہے“۔

5۔عن انس قال لمّا ثقل النبی ﷺ جعل یتغشاہ فقالت فاطمة واکرب اباہ، فقال لها لیس علی ابیك کرب بعد الیوم فلما مات قالت یا ابتاہْ۔ اجاب ربا دعاہْ۔ یاابتاہْ من جنة الفردوس ماواہْ یاابتاہْ۔الی جبرئیل ننعاہْ فلما دفن قالت فاطمة یاانس اطابت انفسکم ان تحثو علی رسول اللہ التراب۔

(بخاری شریف۔ المسند احمد بن حنبل 3/64، کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ و وفاتہ الطبقات الکبری لابن سعد 2/311)

''حضرت انس فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے سکرات الموت کا ثقل محسوس کیا تو آپ پر غشی کے دورے شروع ہوئے۔ حضرت فاطمہ الزہرہ نے بلند آواز سے مزید کہا۔ ہائے ابا جان' ہائے مصیبت۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیٹی آج کے بعد آپ کے باپ پر کوئی مصیبت نہ آئے گی۔

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک ہوگیا تو حضرت فاطمہ الزہراہ سلام اللہ علیہا نے با آواز بلند کیا۔یا ابتاہ۔ ہائے ابا جان، من جنته الفردوس ماواہ۔ آپ کا جنت الفردوس کیا خوب ٹھکانہ ہے۔ ہائے ابا جان۔ حضرت جبرئیل سے ہم آپ کی موت کا ذکر کرتے ہیں۔ جب آپ کو دفن کردیا گیا تو آپ نے فرمایا۔انس تمہارے اوپر کیا گزری جب تم رسول اللہ ﷺ پر مٹی گرارہے تھے۔

6۔قال محمد بن عمرو ولدت فاطمة لعلی الحسن و الحسین ، ام کلثوم و زینب بنت علی

''حضرت محمد بن عمر فرماتے ہیں علی المرتضیٰ کی اولاد طاہرہ سیدۃ فاطمۃ الزہرہ سے جو تولد ہوئے۔

۱۔ حضرت حسن مجتبیٰ ۲۔ حضرت حسین سید الشہداء

۳۔ حضرت ثانی زہرہ زینب ۴۔ حضرت ام کلثوم سلام اللہ علیہن

7۔ عن الذهری قال عاشت فاطمة بعد النبی ﷺ ثلاثة اشهر و عن ابی جعفر قال ستة اشهر۔

وعن عروة ان فاطمة توفیت بعد النبی ﷺ ستة اشهر۔

حضرت محمد بن عمر فرماتے ہیں 3 رمضان المبارک پیر کے بعد، پیر اور منگل کی درمیانی رات 29 سال کی عمر مبارک میں گیارہ ہجری رسول اللہ کے وصال کے چھ ماہ یا تین ماہ بعد حضرت فاطمۃ الزہرہ نے اس دنیا سے ملک بقا کو رحلت فرمائی۔

(الطبقات ، لابن سعد 8/28، مناقب علی صفحہ283)

حضرت علی المرتضیٰ نے فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کو رات کو دفن کیا حضرت علی المرتضیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت زین العابدین علی بن حسین فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا میری دادی کو آپ لوگوں نے کب دفن کیا تو آپ نے فرمایا رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا۔ رات پر سکون ہو چکی تھی۔ ہم نے مخدومہ کو دفن کیا۔ میں نے کہا جنازہ کس نے پڑھایا آپ نے فرمایا علی المرتضیٰ نے۔ جنت البقیع میں راستے سے سات ہاتھ آگے جا کر دار عقیل کے زاویے میں در حجشین کے سامنے مخدومہ کونین کی قبر انور بنائی گئی۔

(طبقات لابن سعد)

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الاالمودۃ فی القربی

(سورۃ شوریٰ نمبر42/23)

''اے رسول برحق آپ فرمادیں نہیں مانگتا میں تم سے اس دعوتِ حق پرکوئی معاوضہ بجز محبت قربیٰ کے''۔

رسومات محرم الحرام اور سانحہ کربلا کے مصنف صفحہ 89پر فرماتے ہیں۔ یہ کہنا کہ یہ آیت حسنین رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی ہے' بالکل جھوٹ ہے۔ کیونکہ یہ آیت سورۃ شوریٰ کی ہے اور سورۃ شوریٰ مکی ہے اور حسنین رضی اللہ عنہما کیا معنیٰ'؟۔ حضرت فاطمہ کی شادی سے بھی پہلے نازل ہوئی ہے۔ آپ کا عقد ہجرت کے دوسرے سال مدینہ میں ہوا اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما ہجرت کے تیسرے اور چوتھے سال پیدا ہوئے پھر یہ کہنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟

اب ذرا دیانتداری سے امہات الکتب کھولتے ہیں اور دیکھتے ہیں کون کون مفسرین قرآن بقول مصنف رسالہ رسومات محرم الحرام کے بالکل سفید جھوٹ ارشاد فرمانے والے ہیں اور کتنے محدثین کرام کی گردنیں ایک ہی وار سے اڑتی دکھائی دیتی ہیں اور دنیا کیوں نہ صاحب موصوف کو داد تحسین پیش کریگی۔

1۔قربیٰ سے مراد کہ تم اپنے اپنے اقرباء سے پیار کرو۔

2۔تم سب مسلمان مہاجرین وانصار آپس میں محبت وپیار سے رہو یہی میرا اجر رسالت ہے۔

3۔تم میری قرابت کا لحاظ رکھو۔ مثلاً امہات المومنین میری بیویاں ہیں ان سے پیار کرو' صحابہ کرام میرے اصحاب ہیں انہیں محبت وپیار سے یاد کرو۔

4۔ مسلمان سارے کے سارے اولین و آخرین' اسلام کی بنیاد پر ایک دوسرے سے محبت و پیار سے رہو یہی میری محنت کا اجر ہے۔

حضرت سعید بن جبیر نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا۔

ان تودوا قرابتی و عترتی و تحفظونی فیھم

''میں تم سے یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے قرابت داروں اور میری عترت و اولاد سے محبت کرو اور ان کے معاملہ میں میرا لحاظ رکھو''۔

(تفسیر مظہری جلد نمبر 8 ص 318، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ پاکستان۔ علامہ محمد ثناء اللہ پانی پتی الحنفی المجددی النقشبندی)

اس کتابچے میں پہلا نام حنفی المسلک' نقشبندی مجددی محمد ثناء اللہ پانی پتی کا مذکور ہو رہا ہے جنہوں نے لفظ قربیٰ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار اور عترتِ رسول' اولادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد لئے ہیں۔

اب آیت ملاحظہ ہو۔ قل اے رسول معظم فرما دیجئے۔ **لا اسئلکم** اے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں اللہ کا رسول تم سے سوال نہیں کرتا۔ **الا** مگر **المودۃ فی القربیٰ** 'میرے قریبوں سے مودت کرنا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ رسالہ رسومات کے مصنف ضحاک بن مزاحم اور حسین بن فضل کی طرح یہ ارشاد فرما دیتے کہ یہ آیت **لا اسئلکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین** کے جملے سے منسوخ ہو گئی تھی۔ لہٰذا اب اس پر عمل کرنا منع ہے۔

لیکن یہ جرأت تو وہ فرما نہ سکے کیونکہ امام بغوی نے ان صاحبان کو منہ توڑ جواب دیے تھے اور فرمایا تھا۔ **ھذا قول غیر مرضی**۔ ''یہ بات کوئی اچھی نہیں

'' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے قربیٰ کی مودت شک و شبہ سے بالا اور امور دینیہ میں فرائض کی حیثیت رکھتی ہے یہ نسخ کا احتمال بھی نہیں رکھتی۔

رسول اللہ ﷺ کا واضح فرمان لایومن احد کم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ و والدہ والناس اجمعین۔ تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنے ماں، باپ اور سارے لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ رکھے۔

حضرت انس سے ہی دوسری روایت بھی مروی ہے کہ رسول اللہ فرماتے ہیں جس میں یہ تین صفات ہوں اس نے حلاوت ایمان کو پالیا۔

نمبر 1۔ جو اللہ اور رسول اللہ کو سب سے بڑھ کر پیار کرے۔

نمبر 2۔ جو کسی بندے سے صرف اللہ کی وجہ سے پیار کرے۔

نمبر 3۔ جو کفر میں واپس جانا ایسے خیال کرے جیسے آگ میں پھینکا جا رہا ہو۔

یہ دونوں احادیث طیبات بخاری و مسلم میں موجود ہیں اور ان پر اجماع کا بھی انعقاد ہے۔ یہاں یہ کہنا ممکن ہے کہ اہل بیت کی محبت فرض ہے لیکن شان رسول اللہ ﷺ کی وجہ اجر رسالت صرف یہ نہیں ہے محبت اہل بیت فرض ہے اور ساتھ ساتھ فرائض شرعیہ بھی لازم ہیں اور یہ بات ممکنات میں ہے کہ اہل بیت کی محبت کے ساتھ ساتھ اور بھی اجر رسالت ہو۔

و ھذا قول الحسن قال ھو القربی الی اللہ یقول۔

التقرب الی اللہ التود الیہ بالطاعۃ والعمل الصالح

"یعنی حضرت حسن فرماتے ہیں۔تقرب اللہ اورمودت الی اللہ۔

اسکی اطاعت اور اعمال صالح ہیں اب معنی یوں بنے کہ اہل بیت کی محبت اصل ہے اور اطاعت و اعمال اس کی فرع ہیں محبت ذوالقربی شجر طیبہ ہے اور اعمال صالح اس کے ثمرات۔

حضرت ابی حاتم ،طبرانی ،ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے نقل فرمایا ہے۔رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا۔

یارسول اللہ من قرابتك مولاً و جبت علینا مودتهم ؟

رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ کے قرابت دار کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا۔علیٌ فاطمۃ والحسن والحسین۔میرے قرابت دار حضرت علی حضرت فاطمہ الزہرہ ،حضرات حسنین ہیں۔

(تفسیر روح المعانی حضرت علامہ سید محمود آلوسی البغدادی الحنفی اور تفسیر نسفی علامہ عبداللہ بن احمد بن محمود ملاحظہ ہوں)

حضرت رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا۔

یارسول اللہ ﷺ من قرابتك هو لاء الذین وجبت علینا مودتهم۔

یارسول اللہ ﷺ وہ آپ کے قریبی کون کون ہیں جن کی مودت فرض ہے تو رحمت کائنات **علیه اطیب التحیة والثنا وعلی آله الاطهار** نے جواباً فرمایا۔ علی، فاطمہ اور حسنین کریمین۔

(تفسیر روح المعانی جلد نمبر25صفحہ 3۔ تفسیر نسفی ، مطبوعہ مصر)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رقمطراز ہیں۔

یا رسول اللـه من قرابتك هولاء الذین و جبت علینا

مودتهم قال علی و فاطمة والحسن و الحسین۔

''یارسول اللہ ﷺ وہ آپ کے قرابت دار کون ہیں جن کی محبت فرض ہے تو آپ نے فرمایا۔علی، فاطمۃ الزہرہ اور حسنین کریمین''۔

حضرت ابن عربی نے اس سے آگے کیا خوب فیصلہ فرمادیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

حرمت الجنته علی من ظلم اهل بیتی و اذانی فی عترتی۔

''وہ شخص جنت سے محروم ہوگیا جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا جس نے مجھے میری عترت کی وجہ سے اذیت دی''۔

المستفادات

☆ رسول اللہ ﷺ نے اس ظاہری دنیا میں اجر کس سے مانگنا تھا خیبر کے یہودی تو آپ کے بڑے مشکور ہوں گے جنہیں رسالت مآب نے مدینہ سے ملک بدر کر دیا تھا۔

☆ نجران کے عیسائی آپ پر بڑے خوش ہونگے جن کی اولاد ان کے دین کو چھوڑ کر مسلمان ہوگئی تھی۔

رسول اللہ نے یہ اجر کی بات اس وقت کی تھی جب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنی اپنی بساط کے مطابق مالی خدمات پیش کی تھیں تو سرکار ابد القرار، سید الاولین والاخرین نے فرمایا۔میرا اجر یہ چند ٹکے نہیں یہ مال تم اپنے اپنے گھروں کو لے جاؤ یہ

ساری کائنات متاع قلیل ہے۔ یہ دنیا و مافیہا تو شاید سید الانبیاء کے گریہ نیم شب کے ایک قطرے کی بھی قیمت نہیں۔

تمہاری کامیابیوں کا راز اسی میں ہے اور یہی میرا اجر رسالت ہوگا کہ میرے قربیٰ سے پیار کرنا یہ رسول اللہ نے ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اصحاب بدر، اصحاب احد و خندق کے سامنے فرمایا تھا۔ اب معاملہ صاف ہوگیا ہے۔

لااسئلکم کے مخاطب، کفار و مشرکین نہیں بلکہ مسلمان تھے اور آج بھی چشم تصور سے دیکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطاب فرما رہے ہیں اور ہم خطاب سننے والوں میں سے ہیں۔

لااسئلکم علیه اجرا الاالمودة فی القربی۔

''رسول اللہ ہمیں فرما رہے ہیں اجر رسالت ادا کرو''۔

یہ مہربانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی، کہ آپ نے صحابہ سے مال وصول نہیں کیا اگر مال وصول فرماتے تو شاید سارے صحابہ کرامؓ ایک ترازو پر پورے نہ اترتے۔

اگر مال وصول فرماتے تو شاید آج ہماری آنکھیں یہود نصاریٰ کے سامنے جھک جاتیں۔ اس **کریم آقا علیه الصلوة والسلام و علی اولادِہٖ و ابائه** نے ہماری بھی لاج رکھ لی اور اسلام اور مسلمانوں کو بھی بچالیا۔ اور ہم ہیں کہ نہ اجرِ رسالت دینے کیلئے تیار ہیں اور نہ اجر رسالت مودة فی القربیٰ ماننے کیلئے تیار ہیں۔

الحسن والحسین

1۔ عن عبدالله بن بریده قال سمعت ابی یقول ان الرسول الله ﷺ عق عن الحسن و الحسین۔

"حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد بریدہ سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مولاً حسن اور مولاً حسین علیہما السلام کی طرف سے ولادت حسنین کے ' ساتویں دن بکرے منگوا کر ذبح فرمائے۔ اس عمل سے عقیقہ کروانا مذکور ہے"۔

(یہ مذکورہ الصدر حدیث مبارکہ مسند احمد بن حنبل میں دو جگہ پر مذکور ہے۔ جلد نمبر 5 صفحہ 561,533)

2۔ عن عبدالرحمن بن ابی نعیم قال سمعت رسول الله ﷺ یقول ان الحسن و الحسین هما ریحا نتیَ من الجنة۔

(ترمذی شریف۔ کتاب مناقب الحسن والحسین وہذا حدیث صحیح، رقم الحدیث 3770)

"حضرت عبدالرحمٰن بن ابی نعیم فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بیشک حسن اور حسین دونوں میرے جنتی پھول ہیں"۔

3۔ عن انس بن مالك قال سئل رسول الله ﷺ ای اهل بیتك احب الیك قال الحسن و الحسین و کان یقول لفاطمة ادعی ابنی فیشمهما ویضمهما الیه

(ترمذی شریف۔ مناقب الحسن والحسین 3772 صفحہ۔ مسند احمد بن حنبل 5/369, 5/657)

"حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ کو اہل بیت کرام میں سے سب سے پیارا

کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا حسن اور حسین اور آپ جب فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف فرما ہوتے تو فرمایا کرتے فاطمۃ الزہرہ میرے بیٹوں کو بلاؤ جب شہزادے حاضر ہوتے تو آپ اُنہیں سونگھتے اور دونوں کو سینہ مبارک سے لگا کر چمٹ جاتے''۔

4۔ وعن ابی هريرة ان النبی ﷺ قال للحسن اللهم انی احبه فاحبهٔ و احب من يحبه قال وضمه الی صدره۔

(سنن ابن ماجہ شریف۔ باب فضل الحسن والحسین، ص 142۔ مسند امام احمد بن حنبل جلد نمبر 2/249)

''حضرت ابو ہریرہ نے روایت فرمایا ہے کہ بیشک نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن مجتبیٰ کے بارے میں فرمایا!''اے اللہ بیشک میں اس سے پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے پیار فرما اور ہر اس شخص کو محبوب بنا جو ان سے محبت کرتا ہے''۔

5۔ عن يعلى بن مره انهم خرجو امع النبی ﷺ الی طعام دعواله فاذا حسين يلعب فی السكة قال فتقدم النبی ﷺ امام القوم و بسط يديه فجعل الغلام يفر ههنا و ههنا و يضا حكه النبی ﷺ حتیٰ آخذ ه فجعل احدی يديه تحت ذقنه والأُخریٰ فی فأس راسه فقبله و قال حسين منّی و انا من حسين احب الله من احب حسينا۔ حسين سبط من الاسباط۔

(سنن ابن ماجه شريف۔ القدمه باب فضل الحسن و الحسين صفحه 144وقال الهيثمی ،اسناده حسن و رجاله ثقات)۔

''حضرت یعلی بن مرہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ صحابہ کرام حضور پرنور ﷺ کے ساتھ ایک دعوت کیلئے جا رہے تھے گلی میں حضرت حسین کھیل رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے تمام لوگوں سے آگے بڑھ کر بچے کو پکڑنے کیلئے ہاتھ پھیلائے۔ مولا حسین علیہ السلام نے اِدھر اُدھر دوڑنا شروع فرمایا! کریم آقا رحمت کائنات ﷺ نے بچے کو خوش کرنے کے بعد پکڑ لیا۔ حضور ﷺ نے ایک ہاتھ مولا حسین کی ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا ہاتھ فأس الرأس۔۔ سر پہ رکھ کر مولا حسین کا بوسہ لیا۔ اور فرمایا حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس شخص کو محبوب رکھتا ہے جو حسین سے محبت کرتا ہے حسین سبط من الاسباط ہیں''۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ من احبّهما فقد احبنی و من ابغضهما فقد ابغضنی يعنی حسنا و حسينا۔

(سنن ابن ماجه، فی المقدمه باب 11مناقب الحسن و الحسين 143، مسند احمد بن حنبل 2/288اسنادة صحيح و رجاله ثقات)

''حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے ان دونوں شہزادوں سے محبت کی اس نے میں محمد رسول ﷺ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا''۔

یعنی حسنین کی محبت رسول اللہ ﷺ کی محبت اور حسنین سے بغض رسول اللہ ﷺ سے بغض ہے۔

عن ابی حازم قال انی لشاهد یوم مات الحسن فذکر القصة فقال ابوهریرة سمعت رسول الله ﷺ یقول من احبهما فقد احبنی و من البغضهما فقد البغضنی۔

(مسند احمد بن حنبل 2/531ابن ماجه شریف 399/398/400 ، اسنادة صحیح)

حضرت ابو حازم فرماتے ہیں، میں مولا حسن کے وصال کے موقع پر حاضر تھا انھوں نے سارا واقعہ سنایا اور حضرت ابو ہریرہ کی روایت نقل فرمائی کہ ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے میں محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض کیا اس نے مجھے مبغوض جانا۔

عن عبدالله بن بریده قال سمعت ابی بریده یقول کان رسول الله ﷺ یخطبنا فجا الحسن و الحسین علیهماقمیصان احمران و یعثران فنزل رسول الله ﷺ من المنبر فحملهما فوضعهما بین یدیه ثم قال صدق الله انما اموالکم و اولادکم فتنة نظرت الی هذین الصبیین یمشیان و یعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثنی و رفعتهما۔

(ترمذی شریف. کتاب المناقب مناقب الحسن و الحسین 3774وہذا حدیث حسن غریب. مسند امام احمد بن حنبل 5/354)

''حضرت عبداللہ بن بریدہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اچانک حسنین کریمین تشریف لائے۔ دونوں شہزادوں نے سرخ رنگ کے قمیص مبارک پہنے ہوئے تھے

یعثران ۔نہ گرنے والے حسنین' زمین پہ گر پڑے۔پس رسول اللہ ﷺ نے خطبہ مبارک چھوڑ دیا پھر منبر شریف سے نیچے تشریف لائے اور دونوں شہزادوں کو اُٹھا لیا۔منبر پر جلوہ فرما ہو کر شہزادگان کو سامنے کرکے قرآن کریم کی یہ آیت مبارک تلاوت فرمائی''۔

انما اموالکم و اولادکم فتننہ۔

''تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے بہت بڑی آزمائش ہے''۔

پھر دونوں بچوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا جب یہ چلتے چلتے نیچے گرے تو میں صبر نہ کر سکا۔خطبہ چھوڑ کر منبر سے اُتر کران دونوں کو اُٹھایا۔

وعن ابی هريرة عن النبی ﷺ انه قال للحسن۔ اللهم انی احبه فاحبّه واحب من یحبه۔

(مسلم شریف۔ کتاب فضائل صحابہ باب فضل الحسن و الحسین صفحہ56، 1882)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مولا حسن کے بارے میں فرمایا اے میرے کریم اللہ حسن میرا محبوب ہے تو بھی اسے محبوب بنا اور ہر اس شخص سے محبت فرما جو حسن کو محبوب رکھے''۔

......

واقعہ فاجعہ کربلا

عن عبداللہ بن نجی عن ابیہ انہ سار مع علی و کان صاحب مطھرتہ فلما حاذی نینوی و ھو منطلق الی صفین فنادی علی اصبر ابا عبداللہ ' اصبر ابا عبداللہ بشط الفرات قلت ماذا؟۔ قال دخلت علی النبی ﷺ ذات یوم و عیناہ تفیضان قلت یا نبی اللہ اغضبک احد۔ ماشأن عینیک تفیضان ؟

قال بل قام من عندی جبریل قبل فحدثنی ان الحسین یقتل بشط الفرات قال فقال ھل لک الی ان اشمک من تربتہ ؟ قال قلت نعم فمدّ یدہٗ فقبض قبضۃ من تراب فاعطا ینھا فلم املک عینی ان فاختا۔

(مسند الامام احمد بن حنبل 1/75برقم 648اسنادہ صحیح ، مجمع الزوائد ، للھیثمی 9/178 رواۃ ابولعلی والبزاز والطبرانی ایضا و رجالہ ثقالت)

''حضرت عبداللہ بن نجی نے اپنے والد سے روایت فرمایا ہے کہ ان کے والد حضرت علی المرتضٰی کے ہمراہ ایک سفر پہ روانہ ہوئے جب یہ لوگ نینوئ کی سرزمین پہ پہنچے انھوں نے جانا صفین تھا۔ حضرت علی المرتضٰی نے فرمایا۔ اے ابوعبداللہ صبر، صبر یہ دریائے فرات کا کنارا ہے۔ میں نے عرض کیا حضور کیا؟ تو علی فرمانے لگے''۔

ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ سید کائنات ﷺ کی آنکھیں برسات کی جھڑی کی طرح برس رہی تھیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

کیا کسی نے آپ کو غضب ناک کیا ہے آپ کی آنکھیں آنسو کیوں برسا رہی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ابھی ابھی جبرئیل امین میرے پاس سے اٹھے ہیں۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ دریائے فرات کے کنارے حسین علیہ السلام کو ظلماً قتل کر دیا جائیگا۔ اور مجھ سے کہنے لگے اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپ کو وہ مٹی بھی پیش کر سکتا ہوں میرے کہنے پر جبرئیل نے مٹھی بھر مٹی مجھے دی ہے وہ دیکھ کر میری آنکھیں صبر کے پیمانے سے لبریز ہو کر چھلکنے لگیں۔

عن ام سلمة قالت كان رسول الله جالساً ذات يوم فى بيتى قال لايدخل علىّ احد فانتظرت فدخل الحسين فسمعت نشيج رسول الله ﷺ يبكى فاطلعت فاذا حسين فى حجره والنبى ﷺ يمسح جبينه وهو يبكى فقلت والله ماعلمت حين دخل فقال ان جبرئيل عليه السلام كان معنا فى البيت قال افتحبّه ؟ قلت اما فى الدنيا فنعم قال ان امتك ستقتل هذا بارض يقال لها كربلا فتناول جبرئيل من تربتها فاراها النبى ﷺ فلما احيط بحسين حين قتل قال ما اسم هذه الارض قالو كربلا۔ قال صدق الله ورسوله ...... كربلا۔ وفى رواية صدق رسول الله ﷺ ارض كرب وبلا۔

(رواة الطبرانى۔ ورجال احدها ثقات ، مجمع الزوائد للهيثمى ، 9/149)

"حضرت ام المومنین اُم سلمہ فرماتی ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا کوئی مجھے زحمت نہ دے

(کسی کو اندر نہ آنے دینا) پس میں نے کیا دیکھا کہ مولا حسین داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کی گریہ وزاری کی آواز بلند ہوئی اور مولا حسین کو آپ ﷺ نے گود لیا ہوا ہے۔ سرور دنیا و دین جناب حسین علیہ السلام کی جبین مبارک صاف فرما رہے تھے اور مسلسل رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قسم باخدا مجھے علم ہی نہیں ہوا کہ حسین کب داخل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جبرئیل امین ہمارے ساتھ تھے اور وہ مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ کیا میں حسین سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے کہا اس دنیا میں تو حسین میری جان ہے تو جبرئیل نے کہا! بیشک آپ کی امت عنقریب انہیں ایک ایسی زمین میں قتل کر دے گی جسے کربلا کہتے ہیں۔ جبرئیل امین نے وہ مٹی بھی مجھے دکھائی ہے"۔

جب حسین علیہ السلام کو گھیر کر اس جگہ پر لایا گیا تو آپ نے فرمایا! یہ کون سی جگہ ہے؟ تو لوگوں نے عرض کیا یہ کربلا ہے۔ تو حضرت حسین نے فرمایا کہ! رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔ کربلا، کرب و بلا۔ اور ایک روایت میں کہ مولا حسین نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا ہے کہ زمین کربلا ......

عن انس بن مالك ان ملك المطر استاذن ربه ان ياتى النبى ﷺ فاذن له۔ فقال لام سلمة املكى علينا الباب لايدخل علينا احد قال و جاء الحسين ليدخل فنعته فوثب فدخل فجعل يقعد على ظهر النبى و على منكبه و

علی عاتقه قال فقال الملك للنبی ﷺ أ تحبه قال نعم قال اما ان امتك ستقتله و ان شئت اريتك المكان الذی يقتل فيه۔ فضرب بيده فجاء بطينة حمراء فاخذ تها ام سلمة فصر تها فی حمارها قال قال ثابت بلغنا انها كربلا۔

''حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ بیشک ایک بار بارش کے فرشتے نے اللہ سے اذن لیکر شرف بارگاہِ رسالت حاصل کیا۔ اسے اجازت دیدی گئی۔ام سلمہ فرماتی ہیں رسول اللہ نے فرمایا کہ ام سلمہ دروازہ بند کردو اور کوئی اندر نہ آئے۔ حضرت حسین تھوڑی دیر میں تشریف لائے۔ میرے منع کرنے کے باوجود اندر تشریف لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کی پشت مبارک پر کندھوں اور شانوں پر کھیلنے لگے۔ فرشتہ باراں نے عرض کیا یا نبی اللہ کیا آپ اس شہزادے سے محبت فرماتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں میرے محبوب ہیں۔ فرشتے نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی امت عنقریب انہیں ظلماً قتل کر دے گی۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ مٹی دکھاؤں جس جگہ انہیں قتل کیا جائیگا۔ پس اس فرشتے نے مٹھی بھر سرخ رنگ کی مٹی پیش کر دی۔ جسے حضرت ام المومنین اُم سلمہ نے اپنے دوپٹے میں سنبھال لیا۔ حضرت ثابتؓ فرماتے ہیں ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ وہ مٹی کربلا کی تھی''۔

عن عائشه او ام سلمة " شك الراوی" ان النبی ﷺ قال لاحد هما لقد دخل علّی البیت ملك لم یدخل علّی قبلها فقال لی ان ابنك هذا حسین مقتول و ان شئت اریتك من تربة الارض التی یقتل بها قال فاخرج تربة حمراء۔

(مسند الامام احمد بن حنبل۔6/294)

"راوی الحدیث کو شک ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ حضرت ام المومنین اُم سلمہ سے فرمایا کہ میرے پاس آج ایک فرشتہ آیا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں آیا اور آ کر اس نے مجھ سے کہا ہے کہ حضرت حسین کو ظلماً قتل کر دیا جائیگا۔ اگر آپ چاہیں تو وہ مٹی بھی آپ کو پیش کر سکتا ہوں جہاں مولا حسین شہید ہونگے تو اس نے سرخ رنگ کی مٹی بھی مجھے پیش کی"۔

واقعہ کربلا سانحہ نہیں یہ کوئی حادثاتی طور پر وقوع پذیر نہیں ہوا بلکہ اس کے پیچھے ایک بہت بڑی تاریخ، حکمت باری تعالیٰ، فرامین رسول اللہ ﷺ کارفرما تھے۔ مسلمانوں کی حکومت صرف مکہ و مدینہ و شام و عراق تک محدود نہ تھی بلکہ 32 موجودہ ممالک پر اسلامی پرچم لہرا رہا تھا۔

حضرت حسین بن علی نے کربلا کے بجائے کسی اور میدان یا ملک کا سفر کیوں اختیار نہ فرمایا۔ اس لیے کہ اس میدان میں امام کے مظلوم ساتھیوں کی شہادت صرف رسول اللہ ﷺ نے ہی نہیں دی تھی حضرت علی المرتضیٰ بھی جب تک ان علاقوں سے گزرتے تھے ان کی بھی چیخیں بلند ہو جایا کرتی تھیں۔

اگر حسین بن علی کربلا تشریف نہ لاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں کہاں جائیں کہ "میرے اس بیٹے کو ارض فرات۔ کرب و بلا کی سرزمین پر ظلماً قتل کر دیا جائے گا"۔ کیا علوم نبوت و رسالت پر قدغن نہ لگتی؟۔

اس کربلا کی تیاری کیلئے پاک زہرہ سلام اللہ علیہا نے اپنے شہزادے کو چکیاں پیس پیس کر تیار کیا تھا۔ یہی عظیم فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے تھے۔ انہیں امتحانات کی بدولت رسول اللہ کو مقام شفاعت نصیب ہونا تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت صرف آپ کی اپنی شہادت نہیں بلکہ یہ شہادت اور یہ امتحانات حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتحانات اور رسول اللہ کی جہری شہادت ہے۔ اس واقعہ کو دو شہزادوں کی جنگ قرار دینا تاریخ کے ساتھ بڑا مذاق اور حقائق کا منہ چڑانا ہے۔

......

خدماتِ اسلام اور خاندان یزید بن معاویہ

فقد عرفنا کیف کان ابو سفیان فی عداوته النبی ﷺ و فی محاربته و جلابه علیه و فی غزوة ایاة۔

''ہم مسلمانانِ عالم اسلام اس بات سے جاہل نہیں ہیں کہ ابو سفیان نے رسول اللہ ﷺ کی عداوت میں کیا کچھ نہ کیا''۔

اور ہمیں ان کے اسلام قبول کرنے کے واقعہ بارے بھی علم ہے کہ جناب حضرت ابوسفیان، حضرت عباس بن عبدالمطلب کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ جبکہ لشکر اسلام کا ہر فرد ابوسفیان کو قتل کرانا چاہ رہا تھا۔ یہ صاحب حضرت عباس بن عبدالمطلب کے پیچھے پیچھے رسول اللہ ﷺ کے حضور حاضر ہوئے۔ جناب حضرت عباس نے سوال کیا یارسول اللہ آپ کریم آقا ہیں۔ ابوسفیان کو عزت و اکرام اور شرف اسلام حاصل ہونا چاہیے۔ سید العالمین ﷺ کے انعامات کی بارش جو مسلسل برس رہی تھی کس سے مخفی ہے۔ یہ ایک ایسا واقعہ تھا جس کا کوئی بھی منکر کائنات میں موجود نہیں ہے۔

پس رسول اللہ ﷺ کو جو جزا حضرت ابوسفیان کے خاندان نے دی وہ تجاہل عرفانہ و عارفانہ تو ہوسکتا ہے یا پھر جہالت علمی دنیا میں بسنے والے کسی فرد سے اجر رسالت اور جزائے کرم نوازیاں مخفی نہیں۔

مثلاً حضرت معاویہ بن حضرت ابوسفیان نے حضرت علی المرتضیٰ

اسداللہ الغالب، لافتی الاعلی لا سیف الا ذوالفقار۔

من کنت مولاة فهذا علی مولاة۔ الحق مع علی علی مع

الحق۔ سید ولد آدم۔ سید العرب و العجم۔ سلطان
اقلیم ولایت۔ الحسن و الحسین سیدا شباب اھل
الجنتہ وعلی خیرٌ منھا

کے مصداق سے جنگیں لڑیں، کئی ہزار مجاہدین اسلام اور حفاظ قرآن شہید ہوئے۔ بڑے بڑے جنگجو غازیان اسلام لقمہ اجل بنے۔

"کیا ان کا قتل رائیگاں جائے گا؟"

حضرت علی المرتضیٰ خلیفہ چہارم کیا خلیفہ راشد نہ تھے۔ اگر کوئی خلیفہ راشد کی بیعت نہ کرے بلکہ الگ لوگوں سے بیعت لینا شروع کردے تو کیا اسلام دین ہدایت و حقانیت خاموش رہے گا۔ کیا یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان کتب احادیث میں آج بھی موجود نہ ہے۔

اذا بو یع لخلیفتین فاقتلوا الآخر۔

"جب دو خلفا کی بیعت لی جارہی ہو تو دوسرے کو قتل کردو"۔

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے مطابق کون سے خلیفہ کو قتل کرنا چاہئے تھا کیا خاندان حضرت ابوسفیان کی خدمات اسلام میں سے یہ بھی خدمت اسلام مذکور نہ ہوگی؟ جسے مقتول ہونا چاہئے تھا وہ قاتل ہوا اور جو قاتل ہونا چاہئے تھا وہ مقتول ہوا۔

مضاوضتہ الحسن لمعاویة۔ صلح حضرت امیر المومنین سبط رسول اللہ ﷺ عن ابی موسیٰ قال سمعت الحسن یقول استقبل الحسن بن علی معاویة بکتائب امثال الجبال فقال عمرو بن العاص انی لاری کتائب لاتوتی حتٰی تقتل اقرانھا فقال لہ معاویة و کان

واللہ خیر الرجلین ای عمر و ان قتل ھولأ ھولأ و ھولأ ھولأ من لی بامور الناس من لی بنسائھم من لی بضیعتھم فبعث الیہ رجلین من قریش و من بنی عبد شمس۔ عبدالرحمن بن سمرۃ و عبداللہ بن عامر بن کریز فقال ازھبا الی ھذا الرجل فاعرضا علیہ وقولا لہ و اطلبا الیہ فاتیاہٗ فدخلا علیہ فتکلما و قالا لہ و طلبا الیہ فقال لھما الحسن بن علی انا بنو عبدالمطلب قد احبنا من ھذا المال و ان ھذہ الدمۃ قد عاثت فی دمائھا قالا فانہ یعرض علیک کذاو کذاو یطلب الیک ویسائلک قال ممن لی بھذا ؟ قال نحن لک بہ فما سالھما شیاء الا قالا نحن لک بہ فصالحہ فقال الحسنُ ولقد سمعت ابا کبرۃ یقول رأیت رسول اللہ ﷺ علی المنبر و الحسن بن علی الی جنبہ و ھو یقبل علی الناس مرۃ وعلیہ اخری و یقول انّ ابنی ھذا سید و لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظمتین من المسلمین۔

(بخاری شریف۔ کتاب الاصلاح بین الناس ، باب قول النبی ﷺ لحسن بن علی ان ابنی ہذا سید و لعل اللہ ان یصلح بہ بین الفئتین عظمتین جلد نمبر3، ص273مطبوعہ قاہرہ ، مصر)

عن ابی کبرۃ قال خَرج النبی ﷺ ذات یوم الحسن وضعد بہ علی المنبر فقال۔ ابنی ھذا سیّد و لعل اللہ ان یصلح بہ بین الفئتین من المسلمین۔

(بخاری شریف۔ کتاب المناقب۔ باب علامات النبوۃ 4/249۔ ترمذی شریف۔ کتاب المناقب۔ با مناقب الحسن و الحسین 6585،3773، ہذا حدیث حسن صحیح)

عن ابی کبرۃ قال صعد رسول اللہ ﷺ المنبر فقال ان ابنی ھذا سیّد یصلح اللہ علی یدیه فئتین عظمتین۔

(المسند الامام احمد بن حنبل 38-5/37)

ترجمۃ الاحادیث

''حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں میں نے حضرت حسن بن علی کو منبر پہ جلوہ فگن دیکھا اور آپ نے کئی بار فرمایا! میں نے حضرت معاویہ کو بے شمار خطوط روانہ کیے دونوں طرف سے مذاکرات چلتے رہے۔ اپنے مطالبات پیش کیے جاتے رہے۔ ضمانتیں بھی وصول ہوتی رہیں اگر کوئی فریق اس بات پر قائم نہ رہے تو کون ذمہ دار ہوگا''۔ ان نمائندوں نے کہا ہم ذمہ دار ہیں۔ پس حضرت حسن مجتبیٰ نے ان کے سامنے صلح نامے پر دستخط کر دیے اور ان سے کسی شے کا سوال نہ کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ میرے بیٹے کیوجہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔

عن ابی بکرۃ قال رسول اللہ ﷺ یصلی بالناس و کان الحسن بن علی یثب علی ظھرہ اذا سجد فضل ذالت غیر مرۃ فقالو الہ واللہ انك لتفعل لھذا اشیاء ما راینا ك تفعله

باحد قال المبارك فذكر شياء ثم قال ان ابنى هذا سيد و سيصلح الله تبارك و تعالىٰ به بين فئتين من المسلمين فقال الحسن فوالله والله بعد ان ولى لم يهرق فى خلافته مل مجمعة من دم۔

(المسند الامام احمد بن حنبل 5/44)

''حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ حالت نماز میں تھے لوگوں کی کثیر تعداد نماز میں مصروف تھی حضرت حسن بن علیؓ رسول اللہ ﷺ کی حالت سجدہ میں پشت رسول اللہ ﷺ پر سوار ہو جاتے حضور اکرمؐ انہیں ہاتھ سے نیچے اتارتے۔ یہ معاملہ کئی بار ہوا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ انہیں اتنا پیار فرماتے ہیں کسی کے ساتھ ہم نے یہ معاملہ نہیں دیکھا سید الانبیاء والمرسلین نے فرمایا! لا ریب' یہ میرا بیٹا سید و سردار ہے اللہ تعالیٰ میرے اس سردار بیٹے کی وجہ سے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا''۔

حضرت حسن بن علیؓ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر معاملہ ایسے ہی ہوا تو پھر مسلمانوں کا خون نہ بہے گا۔

1۔ اس حدیث مبارکہ میں حضرت حسن کی شہادت کا اعلان رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیا شام کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو قبول کیا۔

2۔ حضرت حسن بن علی کی عظمت کہ تخت شاہی بھی حضرت حسن بن علی کی نظروں میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ کتنا بڑا ہے سردار کہ جس کی نظر میں 33 ممالک کی حکومت کی کوئی حیثیت نہیں۔

3۔ عراق و شام کے لوگوں کو کافر تو کہا نہیں جا سکتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں دو مسلمانوں کے عظیم گروہ ہیں لیکن نجات اخروی کا دارومدار اسلام پر نہیں بلکہ ایمان پر ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے مومنین کے گروہ نہیں فرمایا بلکہ مسلمین کا لفظ مذکور ہے۔ اگر حضرت حسن بن علی صلح نہ کرواتے تو صداقت رسول اللہ کا مسئلہ کھڑا ہو جاتا۔ چونکہ صدیق و صادق رسول کا فرمان تھا اس لیے حضرت حسن بن علی نے آپکے مصدق ہونیکا ثبوت دیا اور تخت شاہی سے دست بردار ہو کر عزت رسول اللہ ﷺ بچالی۔

4- اور مسلمانان عالم کا بے تحاشہ قتل عام جو ہو رہا تھا اسے دفاع عطا فرما کر عالم اسلام پر بہت بڑا احسان فرمایا۔

5- قتل و غارت کا دروازہ تو شامیوں نے کھولا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ کے زمانہ خلافت میں کئی ہزار مسلمان قتل ہوئے لیکن اسلام اور مسلمانوں کو بچانے کا کام حضرت علی المرتضیٰ کے اس عظیم فرزند نے کیا۔ خود مال و متاع دنیا کی قربانی دی اور لوگوں کی عزت و آبرو اور جانیں بچالیں۔

حضرت سبط رسول اللہ ﷺ حسن بن علی کو زہر دیا گیا۔ جب حکومت مکمل طور پر حضرت معاویہ کی بن چکی تھی تو کیا حسن بن علی مسلمان نہ تھے۔ ان کا عمداً قتل کرنا جائز کیسے ہوا؟ ان کو زہر دینا عام آدمی کیلئے ممکن تو تھا نہیں کیونکہ آپ امیر المومنین کی حیثیت سے چھ ماہ تک کام کر چکے تھے۔ ہم کسی آدمی کا نام تجویز نہیں کر رہے۔ تاریخ نے اس واقعہ زہر کی کڑیاں بھی خاندان بنوامیہ سے ملائی ہیں۔ دیکھئے!

النزاع والتخالم بين بنى اميه وبن هاشم۔

(تالیف تقی الدین لمقدیزی' ص 27. تحقیق ڈاکٹر حسین مونس.ناشر دارالصارف 1119 کورینش اینسل القاہرہ،مصر. ج، د، ع)

اگر تاریخ کی یہ روایت صحیح ہے تو یہ بھی خدمت دین اسلام خاندان بنوامیہ کے حصہ میں آئیگی۔

3۔ فكان جزاء ذالك من بنيه ان حاربو اعلياً وسمو االحسن و قتلوا الحسين وحملو النساء على الاقتاب حو اسرا و كشفو اعورة على بن الحسين حين اشكل عليهم بلوغه كما يصنع بزرارى المشركين اذا دخلت ديار، هم عنوة۔

حضرت ابوسفیان کی اولاد نے حضرت علی المرتضٰی سے جنگیں کیں۔حضرت حسن بن علی کو زہر دیا۔حضرت حسین بن علی کو کربلا کے لق ودق صحرا میں ظلماً شہید کیا۔ حرمات رسول اللہ ﷺ کو اونٹوں پر سوار کیا گیا جبکہ ان قیدی مستورات کو سرڈھانپنے کیلئے پردہ تک نہ دیا گیا۔

حواسر جمع حاسر۔ الحاسر من النساء هى من القت عنها ثيابها وهى المكشوفة الرأس والذراعين۔

حاسر اس عورت کو کہتے ہیں جس کا سر بھی ننگا ہو اور بازوں تک کپڑا بھی نہ ہو۔ اس لفظ حاسر کی جمع حواسر اور حسر بھی آتی ہے۔معجم الصفیر/تہذیب/لسان العرب/ ودیگر امہات الکتب۔

حضرت علی بن حسین زین العابدین کو سر بازار عریاں کیا گیا یہ دیکھنے کیلئے کہ آپ بالغ ہیں یا نابالغ جیسا کہ مشرکین وکفار کے قیدی بچوں کو دیکھنے کیلئے کیا جاتا ہے تاکہ ان پر احکام اسلام لاگو ہوسکیں۔

حضرت امام حسینؓ کے لخت جگر سید سجاد علی بن حسین المعروف زین العابدین
ستر مبارک کو ننگا کرنا یعنی کفار ومشرکین کے قیدی بچوں کی طرح نواسہ رسول ﷺ کے
تھ سلوک روا رکھنا یہ بھی اس بد بخت نابکار یزید کی خدمات اسلام میں سے ایک
مت دین اسلام ہے۔جس بد بخت کے وکیل آج بھی یہ ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا
ر لگا رہے ہیں۔وہ خلیفہ المسلمین اور امیر المومنین تھا۔ایسے ہی امیر المومنین ہوتے
ں؟ کیا یہ کردار مسلمانوں اور مومنوں کے امیر کو زیب دیتا ہے؟۔حاشا غلط غلط۔۔

4۔ بعث معاوية بن ابی سفيان الى اليمن بسر بن ارطاة
اوبسربن ابی ارطاه فقتل ابنی عبيدالله بن العباس و هما
غلامان لم يلغا الحلم فقالت امهما عائشه بنت عبدالله بن
عبدالمدان بن الديان ترثيهما۔

يامن احسن بينی الذين هما
كالدرتين تشظی عنهما الصدف

انحی علی و دجی طفلی مرهفة
مطرورة و عظيم الاثم مقترف

بسر بن ابی ارطاۃ جب گورنر یمن بنا تو اس نے حضرت عبیداللہ بن عباس بن
بدالمطلب کے دو نابالغ بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔شاید ان کا جرم بھی صرف یہ
ا کہ وہ ہاشمی النسل تھے۔نابالغ بچوں کو قتل کرنا اگر اسلام ہے تو یہ سہرا بھی یزید اور
یدیوں کے حصہ میں جاتا ہے۔

ومن يقتل مومنا متعمداً فجزاؤه جهنم خالد فيها۔
و غضب اللّٰه عليه و لعنه
و اعدلهٗ عذاباً عظيما۔ (القرآن :سورۃ نساء 4/93)

نمبر1۔ جو شخص عمداً کسی مومن کو قتل کرے تو اس کی سزا ہمیشہ کیلئے جہنم ہے۔

نمبر2۔ اس پر اللہ کا غضب ہے۔

نمبر3۔ اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

نمبر4۔ اس کیلئے دردناک عذاب ہے۔

حضرت عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کے دونوں نابالغ شہزادے عبدالرحمٰن اور قثم جنہیں بسر بن ابی ارطاۃ نے صرف اسلیے ذبح کر دیا کہ وہ علی المرتضیٰ کے اعوان وانصار میں شامل تھے۔

کیا ان نابالغ بچوں کو قتل کرنا جائز تھا جن پر خدا کا بھی کوئی حکم لاگو نہیں ہوتا؟ حضرت علی المرتضیٰ کا حامی ہونا جرم تھا؟

ناحق مومن کا قتل ہو تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ماسبق چار سزائیں تیار کرتا ہے کیا یزیدی ہونے کیوجہ سے وہ قانون خداوندی تبدیل ہو جائیگا؟

و لن تجد لسنته الله تبديلا۔

"یہ ہوس کسی بے بصر کی ہے"۔ (القرآن)

ابناء عبدالله بن العباس بن عبدالمطلب اللذان ذبحهما بسربن ابی ارطاه عبدالرحمن و قثم فكان ابو هما عبيدالله ابن العباس يلى اليمن لعلى بن ابى طالب عند ما وجه معاوية بسر بن ابى ارطاه الى الحجاز واليمن سنة ٤٠ ه مذبح۔

ابنی عبیدالله : النزاع والتخاصم بین بنی امیة و هاشم

حاشیه و تحقیق للا کتور حسین مونس

(دارلمعارف ، القاہرہ۔مصر۔ صفحه ۴۸)

ان دونوں نابالغ بچوں کی ماں عائشہ بنت عبداللہ بن المدان بن الاریان نے مرثیہ یوں رقم کیا۔

یا من احسن بینی اللذین هما . کالد رتین تشظی عنهما الصدف

انحی علی ودجی طفلی مرهفة مطرورة و عظیم الاثم یقترف

وقتلو الصلب علی بن ابی طالب تسعه ولصلب عقیل ابن ابی طالب تسعة

اورد ابن عبد ربه جلد ۳ ص ۳۸۳ بذه الابیات منسوبة الی بنت عقیل بن ابی طالب و هی ترثی الحسین و من استشهدو امعه یوم کربلا ہے اختلاف فی الابیات۔

ط۔ تسعة منهم لصلب علی قد اصیبوا و تسعه لعقیل

ط۔ ستة کلهم لصلب علی قد اصیبو ا و خمسه لعقیل

میدان کربلا میں حضرت علی المرتضیٰ کی نسل سے نو اشخاص قدسیہ ظلماً قتل کئے گئے اور اولاد حضرت عقیل بن ابی طالب سے بھی نو نفوس قدسیہ ذبح کیے گئے۔ابن عبد ربہ نے جلد نمبر۴ کے ص ۳۸۳ پر اسی طرح اشارہ کیا ہے جو کہ شعر حضرت عقیل کی صاحبزادی کی طرف منسوب ہیں۔جب انھوں نے مرثیہ کہا تھا کہ میرے آنکھوں سے آنسو کی لڑیاں لگی ہوتی ہیں۔ ہائے میرا اندبہ جبکہ آل رسول کیلئے ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ کے خاندان سے نو 9 نفوس قدسیہ پر مصیبت کا ٹوٹ پڑنا اور اولاد حضرت عقیل کے بھی نو 9 ہی افراد پر مصائب کا آجانا۔

دوسرے مصرعے میں اختلاف ہے کہ شاید آپ نے کہا کہ سارے کے سارے چھ نفوس قدسیہ جناب علی المرتضیٰ کے لخت جگر تھے اور پانچ حضرت عقیل بن ابی طالب کی نسل سے تھے۔

اولادِ علی المرتضیٰ کے اسماء مبارکہ ابن عبدربہ نے جلد نمبر ۴ ص ۳۸۵ پر عثمان، ابوبکر، جعفر، عباس اور ابراہیم نقل کئے ہیں۔ اور حضرت عقیل کی اولاد کے نام ذکر نہیں کیے۔ لیکن اصفہانی نے اولاد علی المرتضیٰ کے نو 9 نام شمار کیے ہیں جو بنوامیہ کے دور میں ظلماً قتل کیے گئے۔

۱۔ حضرت حسن مجتبیٰ ۲۔ حضرت حسین شہیدِ کربلا ۳۔ حضرت عبداللہ
۴۔ حضرت جعفر ۵۔ حضرت عثمان ۶۔ حضرت العباس
۷۔ حضرت محمد اصغر ۸۔ حضرت ابوبکر اور ۹۔ حضرت عبیداللہ۔

اور حضرت عقیل بن ابی طالب جو کہ حضرت معاویہ کے ساتھیوں میں بھی شمار کیے جاتے تھے کی اولاد امجاد جو ظلماً قتل کی گئی۔ یہ اصفہانی نے پانچ نام گنوائے ہیں۔

۱۔ حضرت مسلم ۲۔ حضرت عبدالرحمٰن ۳۔ حضرت جعفر
۴۔ حضرت عبداللہ اکبر ۵۔ حضرت علی

(مقاتل الطالبین ص 46,86,92,95,125 النزاع التخاصم، ص 29 للمقریزی، مطبوعہ دار المصارف القاہرہ، مصر)

تاریخی اشتباہ یہ ہے کہ حضرت عقیل بن ابی طالب حضرت والی شام معاویہ کے حامی تھے اگر حامی تھے تو ان کی اولادِ امجاد کو ظلماً کیوں قتل کیا گیا۔ مسلم بن عقیل کی شہادت کس سے مخفی ہے۔ حضرت مسلم بن عقیل کے ساتھ حضرت ھانی بن عروہ بھی شہید کئے گئے تھے۔ اس جرم میں کہ انھوں نے حضرت مسلم بن عقیل کو پناہ دی تھی اور ان کی مدد کی تھی۔

شاید یزیدیوں کی نظر میں یہ بھی کوئی جرم نہ ہے۔

شاعر عبدالرحمٰن بن الزبیر الاسلامی نے حضرت مسلم بن عقیل اور ھانی بن عمروہ شہدائے اسلام کا جو مرثیہ کیا دینوری نے ص۲۴۲ پر رقم کیا ہے ملاحظہ ہو۔

فان کنت لاتدری ماالموت فانظری	الی ھانی فی السوق وابن عقیل
الی بطل قد ھشم السیف رأسه	و آخر یرمی من طمار قتیل
اصابھاریب الزمان فاصبحا	احادیث من یسعی سبیل
تری جسدا قد غیر الموت لونه	و نفع دم قد سال کل مسیل

علامہ طبری نے بھی یہ مرثیہ بار بار نقل کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ یہ اشعار کسی عام شاعر کے نہیں بلکہ فردوق کا کلام ہے۔

(ملاحظہ ہو۔ طبری جلد نمبر ۵، صفحہ 350/351, 379/380مقاتل الطالبین ئلاصفہانی صفحہ 108، المقریزی صفحہ 30)

اگر موت تیری عقل و درایت نہیں سمجھ پائی تو دیکھ۔ حضرت ھانی بن عمروہ اور مسلم بن عقیل سر بازار تجھے نظر آئینگے۔

ان کے سروں پر تلوار ماری گئی تو دوسرے ہی لمحے بلند قلعہ سے انکے مقتول جسم نیچے آگرے

ان دونوں کو زمانے کے دھوکے نے ایسا کر دیا جو بھی اس راہ پر چلے گا انکی گفتگو ہوتی رہے گی

موت نے ان کے جسموں کے رنگ تبدیل کر دیے اور سارے راستوں پر جسم سے خون بہہ کر جارہا تھا

یہ بھی بقول مصنف سانحہ کربلا یزید کا کارنامہ ہے حضرت ھانی بن عروہ صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ کس جرم میں قتل ہوئے؟ جواب آیگا مسلم بن عقیل کو پناہ دینے اور ان کی مدد کرنے کی پاداش میں۔ رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے چشم و چراغ کو اپنے گھر پناہ دینا۔ مجرموں کو پناہ دینے کے مترادف ہے؟ یااسفیٰ۔ ہائے بد بختی۔

کسی ملک کا کوئی سیاہ قانون بھی ایسی اجازت نہیں دیتا۔ جیل خانہ جات اور عدالتیں کیوں قائم کی جاتی ہیں؟ اگر آپ خاندان رسالت کو باغی ہی کہنے پہ مصر ہیں تو کسی بشر پر بغاوت کی فرد جرم اور کیس تو دکھادیں حکومت جو آپ کی تھی کوئی جھوٹی موٹ بنا کر 9 ہاشمی، 9 عقیلی سردار تقریباً 72 سے لیکر چار سو تک نفوس قدسیہ آپ نے موت کے گھاٹ اتارے' مستورات کو قید کیا۔ بچوں کو ذبح کیا۔ کیا مسلمانوں کی تاریخ ایسی ہی ہوتی ہے؟ مومنوں کا کردار یہی ہے جو آپ یزید ازلی بد بخت نابکار کو امیر المومنین منوانے کیلئے اتنے جتن کر رہے ہیں۔

برادرِ من نہ یہ اسلام ہے اور نہ ایمان۔ ایسا بد بخت انسان تو مسلمانوں کیلئے عار اور خفت کا نشان ہے۔ ہم تو ایسے ذلیل کمینے سے دامن چھوڑاتے ہیں کہ اس کی وجہ سے اسلام دین حقانیت داغ دار ہوگا۔ اس ذلیل کی ذلالت کی وجہ سے تو مورخین و مفسرین نے واضح فرمادیا تھا کہ وہ تو مسلمان ہی نہیں۔ سفیھی واحمق ہے جو دشمن خدا و

رسول اللہ ہو۔ جو حسین علیہ السلام کے دندان مبارک پر چھڑی مار کر بکواس بک رہا ہے۔ ہمارا اس سے کیا ناطہ؟ وہ تو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(دیکھیے تفسیر روح الھانی۔ سید محمود آلوسی البغدادی الحنفی مطبوعہ بیروت تاریخ طبری جلد نمبر 5صفحہ 456، مقاتل الطالبین للاصفھانی صفحہ 119)

اکلت ھند کبد حمزہ فمنھم آکلۃ الاکباد و منھم

کھف النفاق و نقرو ابالقضیب بین ثنیتی الحسین و

نبشوا زیدا و صلبوہٗ و القو رأسہ فی عرصۃ الدار تطؤہ

الاقدام و تنقر دماغہ الدجاج۔

قال الشاعر۔ اطرد الدیک عن ذوابۃ زید

طال ماکان تطوہٗ الدجاج

''یزید کی دادی تو تھی جس نے حضرت سید الشہداء امیر حمزہ کا کلیجہ مبارک چبایا تھا او[redacted] اس احمق کمینے نے حضرت حسین بن علیؓ کے دندان مبارک پر چھڑی مار کر کہا تھا کہ میں نے بدر و اُحد کا بدلہ چکا لیا ہے۔ یہ ہیں آپ کے امیر المومنین جو سید الرسل والانبیاء ﷺ سے اپنے مقتولوں کا بدلہ لے چکا ہے''۔

زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو ہشام بن عبدالملک کے دور میں گورنر کوفہ یوسف بن عمر ثقفی نے قتل کرنے کے بعد صلیب کیا۔ آپ کی نعش مبارک جسد عنصری کئی دنوں تک بازار میں اُلٹا لٹکا دیا گیا۔ ہر گزرنے والے سے کہا جاتا کہ وہ

مقدس لاش پر جوتے برسائے۔

بنواُمیہ کے ایک اپنے درباری شاعر کا کہنا ہے کہ اے بنو ہاشم!

صلبنا لکم زید اعلی جذع نخلة

ولم نر مهد یا علی الجزع یصلب

ہم نے تمہارے لیے حضرت زید کو ایک کھجور کے تنے سے مصلوب کیا

ہم نے کبھی کسی مہدی کو کھجوروں سے مصلوب ہوتے نہیں دیکھا۔

کسی بھی مسلمان کی نعش ہو، رسول اللہ ﷺ میت کو لیکر تیز چلنے سے منع فرماتے ہیں کہ میت کو اذیت ہوتی ہے۔ (دیکھو بخاری شریف باب الجنائز)

یہ لوگ کس رسول الہ العالمین کے ماننے والے ہیں؟ جو اھانت اموات بھی کررہے ہیں اور مخالفت رسول ﷺ بھی۔

اسلام میں تو عمداً قتل بھی حرام ہے۔ چہ جائکہ کہ قتل کے بعد لاش کو مصلوب کر دیا جائے ہم میں سے ہی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی وفاداریوں کی بجائے دشمنان رسول اللہ ﷺ کے وکیل بنے بیٹھے ہیں۔

اللہ کریم ہی ہے جو ہمیں ہدایت عطا فرمائے اور خاندان رسالت کی عظمت واضح فرما کر منزل ہمارے لیے آسان بنا دے۔

یحییٰ بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب

قتل فی معرکة مع مسلم بن احوز بنشابة اصابت جبهته

رماة رجل یقال له عیسی العنزی فوجدة سورة بن محمد

قتیلا فاجتز رأسه وارسله الی نصر ابن سیار فبعث

بهاالاخير الى الوليد بن معاوية وصلب جسدهٗ على باب

مدينة الجوز جان و ربما كان ذالك فى رمضان۔

(للطبری ج نمبر 7 صفحہ 227، اصفہانی مقاتل الطالبین 152 ابن الاثیر جلد نمبر 2 صفحہ 271)

''حضرت یحییٰ بن زید بن علی زین العابدین کو عیسی العنزی نے شہید کرنے کے بعد سر مبارک تن سے جدا کر دیا اور سر انور نصر بن سیار اور آخر میں ولید بن یزید کے دربار میں بھیج دیا۔ اور نعش مبارک تن اقدس کو شہر جوز جان کے مین گیٹ پر لٹکا دیا گیا اور رمضان شریف میں لوگوں کو حکم جاری کر دیا کہ نعش مبارک پر جوتے برساتے رہیں''۔

یہ ہیں خاندان یزید کی کارستانیاں۔ جو مسلمانوں کیلئے نشان ذلت و عار ہیں کہاں گیا وہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذی احتشام کہ اے کعبۃ اللہ مجھے قسم ہے رب کعبہ کی میرے امتی کی عزت تجھ سے زیادہ ہے اور آج بھی حکم شریعت اسلامیہ ہے کہ میت کو چلتے وقت سر آگے رکھو تا کہ توہین میت نہ ہو۔ اگرچہ میت کے پاؤں کعبے کی طرف ہو جائیں۔ عام مسلمان کی عزت کو کعبۃ اللہ سے بھی افضل ہو لیکن خاندان رسالت کے افراد جہاں نظر آجائیں۔ انہیں قتل کرنے کے بعد نعش کو بازاروں میں لٹکا دو۔ سروں کی کھوپڑیاں اتار کر مرغوں کے آگے ڈال دو۔ احترام آدمیت بھی پامال ہوا اور ناموس رسالت بھی پایاب۔

بات بہت دور تک نکل گئی ہے میں اصل یزید کی کارستانیوں کی طرف واپس رجوع کرتا ہوں۔

ماہ ذوالحجہ 63ھ بمطابق 682 میلادی، مدینۃ الرسول کے رہنے والے صحابہ کرام اوران کی اولاد امجاد رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یزید بن معاویہ کی بیعت توڑ دی تو اس نے مسلم بن عقیل بن ریاح کو گورنر مدینہ مقرر کیا۔

وقتلوا یوم الحرۃ عون بن عبداللہ بن جعفر و قتلوا یوم الطف مع الحسین ابابکر بن عبداللہ بن جعفر و قتلو ایوم الحرۃ ایضاً الفضل بن العباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب و مع ذالک کلہ۔

''یوم حرہ کو شامیوں نے جعفر طیار حضرت علی المرتضیٰ کے بھائی کے لخت جگر حضرت عبداللہ کے صاحبزادے حضرت عون کو شہید کیا۔ کربلا میں حضرت عون کے بھائی ابوبکر شہید کیے گئے۔ واقعہ حرۃ میں فضل بن عباس بن ربیعہ کو تہ تیغ کیا گیا۔ عباس بن عتبہ' عبدالرحمٰن بن العباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب شہید کیے گئے''۔

(دیکھیے۔ تاریخ طبری جلد نمبر5صفحہ 495،482۔ النویری جلدنمبر 2صفحہ 6 400,490 النزاع و التخاصم بین بنی امیہ و ہاشم' صفحہ 34۔ مطبوعہ مصر)

ھذا بنو امیۃ قد ھومو االکعبۃ۔ وجعلوا الرسول ﷺ دون الخلیفۃ و ختموا فی اعناق الصحابۃ و غیروا اوقات الصلاۃ و نقشوا اکف المسلمین و منھم من اکل و شرب علی منبر رسول اللہ ﷺ و وطئت المسلمات فی دار الاسلام بالبقیع فی ایامہ۔

''یہ ہے خاندان یزید جنہوں نے کعبۃ اللہ کو دوبار منجنیکوں سے
منہدم کیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کے دور میں سن 64ھ کو حصین
بن نمیر کے ہاتھوں اور دوسری مرتبہ حجاج بن یوسف کے ہاتھوں سن
73ھ کو اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے گردنوں میں طوق
پہنائے''۔

نمازوں کے اوقات تبدیل کیے۔ اسی خاندان کے چشم و چراغ ہیں جنہوں نے منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھ کر شراب پی اور مدینہ شریف کی مسلمان عورتوں کو زنا کیلئے حلال قرار دیا اور جنت البقیع کو زنا خانہ کے طور پر استعمال کیا گیا۔

مسلمان عورتوں کی عزتوں سے جنت البقیع میں کھیل جو کھیلا گیا ایام حرۃ میں اور ایک ہزار مستورات دختران اسلام جنہوں نے ولدالزنا جنم دیے۔ یہ کارستانی مسلم بن عقبہ گورنر مدینہ کی تھی۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ طبری جلد نمبر 5صفحہ482)

بقیع الفرقد یعنی جنت البقیع کا انتخاب اس لیے کیا گیا کہ وہ حضرت فاطمۃ الزہرا سیدۃ نساء العالمین۔ حسن بن علی۔ سیدا شباب اہل الجنۃ۔ محمد بن حنفیہ، علی المرتضٰی کے عظیم فرزند ارجمند، علی بن الحسین زین العابدین باقر العلوم محمد باقر بن علی زین العابدین اور جعفر صادق کے مزارات مقدسیہ تھے۔ اس لیے ان کی اہانت بھی مقصود تھی۔

(ملاحظہ ہو السہودی۔ فی وفا الوفا جلد نمبر 3صفحہ 924,893. جلد نمبر 4صفحہ 1154، مادہ بقیع غرقدفی دائرۃ المعارف الاسلامیہ) .A.J
.VOL.1-PP 957 U 958 WENSINKCK. A.S BAZNEE ANSAR)

یہ ہیں جناب رسالہ رسومات محرم الحرام کے مصنف کے ممدوح امیر المومنین یزید علیہ ما علیہ۔

1۔ جنہوں نے حلال کو حرام کیا' حرام کو حلال۔

2۔ جنہوں نے کعبۃ اللہ کو منہدم کیا' آگ لگائی۔

3۔ جنہوں نے مدینۃ الرسول کے تقدس کو پامال کیا۔

4۔ جنہوں نے مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے۔

5۔ جنہوں نے مابین منبری و روضتی کی جنت کو خچروں کی لید سے ناپاک کیا۔

6۔ جنہوں نے اذان مسجد نبوی اور جماعت کو معطل کیا۔

7۔ جنہوں نے صحابہ کرامؓ کو زنجیروں کے طوق پہنائے۔

8۔ جنہوں نے دختران اسلام کی عزتوں کو روندا۔

9۔ حرم رسول اللہ اور حرم کعبۃ اللہ کو نیست و نابود کیا۔

10۔ جنہوں نے ایک ہزار ولد الزنا مسلمانوں کو ودیعت کیے۔

11۔ جنہوں نے نابالغ معصوم بچوں کو بے دریغ قتل کیا۔

12۔ جنہوں نے اصحاب علی المرتضٰی ہونے کی پاداش میں صحابہ کرامؓ کو زندہ کھوپڑیاں اتار کر مرغوں کے آگے ڈال دیا۔

13۔ جنہوں نے زہریلے کیڑے چھوڑ کر زندہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اذیتیں پہنچائیں۔

14۔ جنہوں نے جو ظلم انسان سوچ اور کر سکتا ہے کا ارتکاب کیا جس کی نہ کوئی یہودی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی عیسائی' نہ ہندوازم جیسے گوارہ کرتا ہے اور نہ ہی بدھ

مت جسے برداشت کر سکتا ہے۔ اس کے باوجود وہ امیر المومنین بھی ہیں اور جنت کے حقدار بھی، وحشت میں ہر نقشہ اُلٹا نظر آتا ہے۔

اگر اللہ ہے اور یقیناً وہ ذات ہے اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت حقہ اور خاندان رسالت کی عظمت قائم ہے اور یقیناً قائم تا ابد الاباد ہے تو یہ بد بخت کجا اسکے نام لیوا بھی جنت کی بو تک نہ سونگھ سکیں گے۔ کیونکہ جنت اللہ تعالیٰ کی، رسول اللہ ﷺ کی، حسنین کی اور ان کے غلاموں کی ہے۔

العزة لله ولرسوله و للمومنين۔

''عزت اللہ کی، رسول اللہ کی اور مومنین کی ہے'' (القرآن الکریم)

......

اہل بیت کون؟

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف ایک حدیث شریف کی نسبت کی جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ کل تقی من اھلی ،اختلاف لفظی میں یوں بھی ہے۔

کل تقی من امة محمد اور آل محمد کل تقی

یعنی ہر نیک آدمی میری اہل بیت سے ہے۔

(مجمع الزوائد للهيثمى 10/269, 7/69)

(المعجم الصغير للطبرانی 1/115شفاء لقاضی عياض 2/189)

الدر المنثور للسيوطى 3/183، تفسير ابن كثير 3/592) كشف الخفا 1/17

المعجم الصغير اوراوسط میں امام طبرانی لکھتے ہیں۔

عن انس بن مالك قال سئل رسول الله ﷺ من آل محمد فقال كل تقى

''حضرت رسول اکرم **فداہُ ابی و اُمی** ﷺ سے سوال کیا گیا آل محمد کون ہیں؟

تو آپ نے فرمایا! **کل تقی**۔ کہ ہر نیک اور متقی۔

اس سے قبل کہ ہم بحث وگفتگو شروع کریں آؤ ذرا ان احادیث کی روایت کرنیوالی شخصیات اوران احادیث کے حکم بھی ملاحظہ کرلیں۔

کل تقی من اھلی۔

سیوطی فرماتے ہیں' میں نہیں جانتا اس روایت کو دیلمی نے سند ضعیف سے نقل کیا ہے۔

قال السیوطی لا اعرفه و قال فی الاصل رواهٔ الدیلمی و تمام باسانید ضعیفته

روایت طبرانی میں ایک راوی نوح بن ابی مریم ہے۔ وھو ضعیف اسماالرجال کی مشہور کتاب تہذیب التہذیب کی رہنمائی ملاحظہ ہو۔

روایت میں اسحاق بن ابراہیم ابویعقوب المدنی کا نام بھی آتا ہے وھو ضعیف

دوسرا کثیر بن عبداللہ وھو ضعیف

تیسرا سلسلہ روایت عمرو بن طوف المذنی سے گزرتا ہے و فیه شدید الضعف

اہل بیت رسول

1۔ تفسیر خازن جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 499 مطبوعہ مصر ملاحظہ ہو۔

عن عائشه قالت خرج رسول الله ﷺ وعلیه مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخله ثم جاء الحسین بن علی فدخل معه ثم جائت فاطمه فادخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطیرا

"عائشہ اُم المومنین فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ جلوہ فگن ہوئے آپ منقش دھاری دار سیاہ بالوں کی چادر مبارک اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت حسن و حسین سیدہ طاہرہ اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ نے چادر کے نیچے لیا اور فرمایا"۔

انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا۔

2۔ تفسیر در منشور جلد نمبر 5 صفحہ نمبر 199 پر امام جلال الدین سیوطی۔

3۔ تفسیر مظہری جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 340 پر قاضی ثناء اللہ العثمانی متوفی 1225 ہجری فرماتے ہیں۔

اخرج الترمذی وغیرہ عن عمر بن ابی سلمة وابن جریر وغیرہ عن اُم سلمة ان النبی ﷺ دعا علیا وفاطمة و حسنا و حسینا لما نزلت ھذا الایة انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس فحللھم بکساء فقال اللھم ھو لاء اھل بیتی فاذھب عنھم وطھر ھم تطھیرا۔

وقال زید بن ارقم اھل بیتہ من حرم علیہ الصدقة آل علی و آل عقیل و آل جعفر و آل عباس و آل الحارث بن عبدالمطلب۔

ذھب ابو سعید الخدری و جماعة من التابعین منھم مجاھد و قتادہ و غیرھما الی انھم علی و فاطمہ والحسن و الحسین رضی اللہ عنھم۔

"رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ سیدہ طاہرہ اور حسنین کریمین کو بلایا اور چادر تطہیر کے نیچے لیکر فرمایا! اے اللہ یہی میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے ہر قسم کے رجس ونجس کو دور رکھ اور انہیں ایسے پاک فرما جیسے پاک کرنے کا حق ہے"۔

"حضرت ابو سعید خدری جلیل القدر صحابی رسول اور تابعین کرام کی بہت بڑی جماعت کا کہنا ہے جن میں حضرت مجاہد اور قتادہ بھی شامل ہیں کہ علی مرتضیٰ، سیدہ زہرا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم ہی اہل بیت رسول اللہ ﷺ ہیں"۔

4۔ التفسیر المنیر فی العقیدہ الشریعة و المنھج للدکتور وھبة الزخیلی مطبوعہ دمشق شام جلد نمبر 22 صفحہ نمبر 6 پر فرماتے ہیں۔

"اہل البیت" منصوب اس لیے ہے کہ اس میں اختصاص ہے اور یہ مقام مدح ہے یہی قول علامہ مظہری کا ہے کہ یہ مقام موعظمت وارشاد نہیں۔ اگرچہ بعض لوگوں نے اسے مقام ندا لکھا ہے لیکن الاول اوجہ یعنی مقام مدح ہی زیادہ بہتر ہے اور قرین قیاس بھی۔

وحدیث العباءة التی فیھا النبی ﷺ فاطمہ و علی وولدیھما یقتنی انھم اھل البیت لانہ لیس غیر ھم۔

"اور حضور ﷺ کا علی مرتضیٰ سیدہ زہرا اور آپ کے صاحبزادوں کو بلا کر داخل عبا فرمانا

تقاضا کرتا ہے کہ یہ بھی اہل بیت ہیں۔ یہ نہیں کہ انکے بغیر اہل بیت نہیں ہیں"۔

و اهل البيت النبوی۔ هم نسائه و قرابته منهم العباس و اعمامه و بنو اعمامه منهم۔ قال الرازی و الاولی ان يقال هم و اولادهٗ و ازواجهٗ و الحسن و الحسين و علی منهم لانه كان فی اهل بيته بسبب معاشرته ببنت النبی ﷺ و ملازمته للنبی ﷺ۔

(تفسیر الرازی جلد نمبر 25 صفحہ نمبر 209)

ولكن قال القرطبی والذی يظهر من الآية انها عامة فی جميع اهل البيت من الازواج و غيرهم و انما قال و يطهركم لان رسول الله ﷺ و علياً و حسناً و حسيناً كان فيهم واذا اجتمع المذكر والمونث غلب المذكر،

"اہل بیت نبوی سے مراد آنحضرت ﷺ کی ازواج پاک اور قریبی رشتہ دار، حضرت عباس، آپ کے چچے اور عم زاد بھی ہیں۔ بہتر ہے کہ یوں کہا جائے یہ سارے ان کی اولادیں، ان کی بیویاں، حسن و حسین، علی یہ سارے اہل بیت نبوی میں شامل ہیں"۔

ہم اہل بیت کی تین اقسام بنا سکتے ہیں۔

1۔ نَسَباً اہل بیت: نسب رسول سے مراد صرف اولاد بتول زہرا ہی اہل بیت ہیں۔

2۔ سکناً اہل بیت: سکونت سے مراد تمام امہات المومنین، بنات و ربائب اور اولاد۔ رسول اسلام اور جو خدام خاص مکان و رہائشگاہ رسول میں آتے جاتے تھے۔ وہ سارے اہل بیت رسول اسلام ہیں جیسے بلال، سلمان وغیرہ ہیں۔

3۔ مشرفاً اہل بیت: اور شرف کے لحاظ سے ہر وہ فرد اور بشر جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرے اور صمیم قلب سے اسکی تصدیق کرے اسے بھی یہ شرف حاصل ہے کہ اہل بیت رسول کہلائے۔

نسباً اہل بیت رسول

حضرت انس سے مروی ہے جس میں مذکور ہے حضور سرور عالم ﷺ نماز صبح کیلئے تشریف لاتے تو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کے پاس سے گزرتے ہوئے فرماتے۔

الصلوة یا اهل البیت انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهر کم تطهیرا۔ چھ ماہ تک حضور کا یہ معمول رہا۔

گزارش ہے کہ حضرت انس سے روایت کرنیوالے شخص کا نام علی بن یزید ہے اس کے بارے میں علماء جرح وتعدیل فرماتے ہیں۔

لیس بالقوی۔ منکر الحدیث عن الثقات و قال ابن عدی احادیثه لاتشبه احادیث الثقات۔

یہ راوی قوی بھی نہیں **منکر الحدیث عن الثقات** بھی ہے اور اسکی احادیث احادیث ثقات کے مشابہ بھی نہیں براہ کرم عظمت در بتول دیکھنا ہو تو صحاح ستہ میں سے ترمذی شریف کے کتاب المناقب میں۔

دعا رسول الله ﷺ علیا و فاطمة و حسناً و حسیناً فقال اللهم هولاء اهلی۔ مشاہدہ فرمالیجیے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو بلایا پھر فاطمہ بتول زہراؑ وحسنین کریمین کو اور فرمایا اے میرے اللہ یہی لوگ میرے اہل بیت ہیں۔

نساءُ النبی ﷺ کا اپنا مقام ومرتبہ ہے اور دنیا کی کوئی عورت ان جیسی نہیں ہے۔

یا نساء النبی لستن کاحد من النساء "اے نبی مکرم کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ ابوبکر کی بیوی حضرت ابوبکر کے وصال کے بعد دوسری شادی کر سکتی ہے حضرت عائشہ کی بہن اسماء بنت ابی بکر یکے بعد دیگرے کئی شادیاں کر سکتی ہے لیکن حضرت عائشہ تم نبی کی بیوی ہو عین شباب میں بھی تم آگے نکاح نہیں کر سکتی ہو اس لیے کہ تم محمد رسول اللہ ﷺ کا حرم ہو۔ اور سارے مومن مردوں کی ماں بن چکی ہو۔

وازواجه امهات المومنين۔ ''اور نبی کی بیویاں تمام مومنوں کی مائیں ہیں''۔

اور رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینا قرآن کی نص قطعی کی مخالفت ہے۔ جو کہ کفر ہے۔ ارادۂ رسول اللہ ﷺ کی اہانت کرنیوالا۔ توقیر نہ کرنیوالا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اللهم ارنا الحق و ارزقنا حبك و حب جيبك المكرم و اهل بيته وازواجه واصحابه و اولياء امته اجمعين۔

اگر اہل اور نساء کا باریک فرق بھی دیکھنا مقصود ہو تو ابن ماجہ شریف جو کہ صحاح ستہ میں اپنا مقام رکھتی ہے کے باب الجنائز کو کھول کر فرمانِ رسول برحق سے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں۔

پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے مرض الموت میں اپنی بیٹی سیدہ نساء العالمین سے سرگوشی فرمائی جس سے سیدہ طیبہ وطاہرہ نے زنجیدہ خاطر بھی ہوئیں اطمینان بخشتے ہوئے رحیم وشفیق باپ علیہ التحیہ و الثناء نے فرمایا۔

وانك اوّل اهلی لحوقابی

''جان پدر! میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے تم ہی مجھ سے ملوگی۔ اور

بخاری شریف باب الوصایا۔ باب الفرائض۔ مسلم شریف کتاب الجہاد اور لوطا امام مالک میں مخبر صادق ﷺ کا فرمان عالیشان اس طرح منقول ہے۔

ماتركت بعد نفقة نسائی و مؤنة عاملی فهو صدقة

''جو کچھ میرے عامل اور میری عورتوں کے خرچہ سے میرا متروکہ مال بچے وہ صدقہ ہے۔ اس حدیث میں ہادی عالم ﷺ نے ماتركت بعد نفقة نسائی فرمایا ہے۔ نفقة اهلی نہیں فرمایا۔ یہ باریک فرق ہے لفظ نساء اور لفظ اہل میں۔

لفظ اہل البیت سے مراد حضرات خمسہ لینا بعض لوگ برداشت نہ کر سکے اور متن کی بجائے راویوں کے حالات کریدنے لگے جب راوی لیس بالقوی نظر آیا تو گویا ان کو سونے کی کان مل گئی۔

جناب والا دیکھو اہل بیت نہیں بلکہ اہل بیت میں سب سے محبوب شخص کون؟

اَی اَھل بَیتك اَحب اَلَیكَ یارسول الله قالَ الحسن و الحُسینُ۔

(ترمذی شریف مناقب 30)

یارسول اللہ اہل بیت میں سے سب سے زیادہ آپ کو کون محبوب ہے۔ فرمایا الحسن و الحسین۔ اور جب سوال ہوا **من احب الناس الیك فقال عائشہ۔** لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے فرمایا میری بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا۔ حضرات حسنین کریمین میں اپنائیت ہے اور حضرت عائشہ حرم رسول میں غیریت۔

نسباً اہل بیت

کل ولد اب فعصبتھم لابیھم ماخلا ولد فاطمة فانّی ابوھم وعصبتھم (دارقطنی جلد نمبر 2 مطبوعہ الکبری الامیریہ، القاہرہ۔ مصر)

ولھذا اھل البیت منحصرون فی ابناء الزھراء وحدھم و فی ذریة الحسن و الحسین و منھما تستمر ذریة النبی ﷺ الٰی یوم القیامة لقوله ﷺ۔

کل سبب و نسب ینقطع یوم القیامة الا سببی و نسبی۔

"ہر بیٹے کا عصبہ اس کے آباء ہوتے ہیں ہر باپ کا نسب اس کے بیٹوں سے چلتا ہے سوائے اولادِ فاطمہ الزہراء کے۔ بیشک میں محمد ہی ان کا باپ ہوں اور میں ہی انکا عصبہ"۔

"لہٰذا اہل بیت صرف اور صرف اولادِ زہراؑ ہیں حضرت حسن و حضرت حسین اور آپ کی ذریت و اولاد سے ہی ذریت رسول مکرم ﷺ قیامت تک قائم رہے گی۔ کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے"۔

"کہ ہر رشتہ و نسب منقطع ہو جائیگا بروز قیامت، سوائے میں محمد ﷺ کے رشتہ و نسب کے"۔

اما ابناء النبی ﷺ او بمعنی او ضح ابناء الزھراٗ رضی الله عنھا و عنھم اعتبارھم فی النسب انھم ابناؤہٗ ﷺ فقد جاء ذکرھم فی قول الله عزوجل۔

فقل تعالو ندع ابناء نا وابناء کم و نساء نا و نساء کم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین۔

(سورۃ آل عمران آیت نمبر 61)

فجاء النبی ﷺ بالحسن و الحسین و فاطمة تمشی خلفه و علی خلفھا و قال لھم ان انا دعوت فامنوا۔

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی جلد نمبر 4ص 104مطبوعہ لبنان بیروت)

نبی الانبیاء ﷺ کے فرزند بلکہ واضح الفاظ میں فاطمۃ الزہراؑ کے بیٹے ہی نسب رسول کیلئے معتبر ہیں۔ان کا ذکر اللہ رب العزت نے قرآن میں ابناءِ محمد ﷺ سے کیا ہے۔

پس اے محمد ﷺ آپ فرمادیجئے " اے وفد بنی نجران " اے نجران کے عیسائیو! آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے نفسوں اور تمہارے نفسوں کو پھر ہم خدا کی طرف رجوع کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت قرار دیں۔

یہ آیت مبارکہ آیت مباہلہ کہلاتی ہے جو نصاریٰ نجران اور آنحضرت ﷺ کے درمیان ہونا تجویز ہوا تھا۔واقعہ یوں ہے نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بحث ومناظرہ کیلئے آیا۔آپ نے انہیں سارے حقائق سے آگاہ کیا لیکن وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی جب نبی الانبیاء نے انہیں اس حکم خداوندی سے آگاہ کیا تو انہوں نے مشورہ کیلئے وقت مانگا جب عیسائی مشورہ کیلئے اپنی اقامت گاہ پر چلے گئے تو ان کے سرداروں نے کہا اگر محمد اپنی قوم کو لے کر آئے تو ہم ضرور مباہلہ کریں گے۔یہ اس بات کی دلیل ہوگی وہ سچا نبی نہیں ہے (نعوذ باللہ العظیم) اور اگر وہ مباہلہ کیلئے اپنے اہل بیت کو ساتھ لائیں تو ہم ہرگز ہرگز مباہلہ نہیں کریں گے کیونکہ اس صورت میں یقیناً وہ سچا نبی ہوگا۔

جب صبح ہوئی نصاریٰ نے دیکھا کہ میدان مباہلہ میں محمد رسول اللہ اس شان سے تشریف لا رہے ہیں کہ حضرت حسن وحسین معیت رسول میں ہیں۔بتول زہراؑ اپنے رحیم وشفیق باپ کے قدموں پہ قدم رکھ کے آرہی ہیں اور علی مرتضیٰ سیدہ کے پیچھے پیچھے چلتے آرہے ہیں اور رسول برحق فرماتے ہیں۔

ان انا دعوت فامنو ا۔ ''اگر میں دعا کروں تو تم آمین کہنا''۔

عیسائیوں کے سردار اسقف نے جب یہ نفوس قدسیہ دیکھے تو کہنے لگا اے گروہ نصاریٰ میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں اگر یہ پہاڑ کو فرمائیں تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے اگر ان سے مباہلہ کرو گے تو تباہ ہو جاؤ گے۔ پس انھوں نے دو ہزار حلّے اور تیس زریں لوہے کی بطور جزیہ دیں اور مصالحت کر لی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم مباہلہ کرتے تو تباہ و برباد ہو جاتے سارا میدان آگ سے بھر جاتا اور یہ آگ نجران کے سب رہنے والوں کو حتیٰ کہ پرندوں کو بھی جلا کر بھسم کر دیتی۔

اس آیت مبارکہ کی ترتیب بالکل وہی ہے جیسے یہ نفوس قدسیہ میدان میں تشریف لا رہے تھے۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ قرآن کی نص قطعی ہے کہ ابناء نا سے مراد حسن و حسین ابناءِ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

حضرت العلامہ محمد بن علی صبان مصری فرماتے ہیں اہل بیت اطہار کی محبت اصل ایمان اور جان ایمان ہے۔ حضرت ختمی مرتبت جناب رسالت مآب فرماتے ہیں۔

وما بال قوم یؤذوننی فی اهل بیتی والذی نفسی بیده لا یومن عبد حتی یحبنی ولا یحبنی حتی یحب ذریتی۔

(اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ و فضائل اہل بیتہ الطاہرین)

''اس قوم کا کیا بنے گا جو مجھے میری اہل بیت کی وجہ سے اذیت دیتی ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک مجھ سے محبت نہ کرے۔ اور کوئی بھی مجھ سے دعویٰ محبت میں سچا نہیں ہو سکتا جب تک میری ذریت و عترت سے محبت نہ کرے''۔

حضرت فقیہ العصر امام موسیٰ کاظم ؓ سے کسی سائل نے عرض کیا آپ یہ کیسے کہتے ہیں کہ ہم ذریت رسول ہیں حالانکہ تم اولادِ علی مرتضیٰ ہو اور انسان کا نسب باپ دادا سے چلتا ہے۔

فقال الامام الکاظم رضی اللہ عنہ اعوذ باللّٰہ من الشیطان

الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ و من ذریته دائود سلیمان و

ایوب و یوسف و موسیٰ و هارون و کذالك نجزی المحسنین و

ذکریا ویحییٰ و عیسٰی والیاس کل من الصالحین۔

(سورۃ الانعام آیت نمبر 85 ,84۔ پارہ نمبر 7)

اور اس ابراہیم کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو بھی راستہ دکھایا اور ہم نیکی کرنیوالوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ذریت انبیاء میں حضرت مریم علیہا السلام کی جہت سے ہی شامل کیا ہے۔ اسی طرح ہمیں بھی ذریت انبیاء میں ہماری والدہ سیدہ طاہرہ علیہا السلام کی جہت سے شامل کیا ہے۔

وزیاده اخری قال عزوجل فمن حاجك من بعد ماجاء ك من

العلم فقل تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم ونساء نا ونساء کم

وانفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین۔

ولم یدع النبی ﷺ عند مباهلة النصاری غیر علی وفاطمة

والحسن والحسین (وهما الابناء) ای ابناء رسول الله ﷺ۔

(الجامع لاحکام القرآن۔ للقرطبی، جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 104 طبع بیروت۔ القاہرہ۔مصر۔ الدرر البیهیة فی الانساب الحیدریه۔ مطبوعه حلب۔مصر صفحه نمبر 66)

مزید فرماتے ہیں! حضرت نبی کریم ﷺ نے مباہلہ نصاریٰ کے وقت علی مرتضیٰ، فاطمہ زہراؑ اور حسنین کریمین کے علاوہ کسی اور کو دعوت دی ہی نہیں۔ اس آیت میں ابناء سے مراد حسنین کریمین ہیں جو کہ ابناء رسول اسلام صلوٰت اللہ علیہم ہیں۔

تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ الطبقات الکبری للشوکانی، جلد نمبر 1 صفحہ 38

(الفصول المهمه لابن الصباغ المالکی صفحه 220)

(البدیة و النهلیة لابن کثیر جلد نمبر 10 صفحه 183)

(تاریخ ابن خلدون۔ جلد نمبر 4 صفحه 249)

موقف حضرت حسین اور معرکہ حق وباطل

اس معرکے کو جو حق وباطل اور کفر واسلام کا معرکہ باور کرایا جاتا ہے اسکی حقیقت کیا ہے اور اس کوفی الواقع حق وباطل کا معرکہ تسلیم کر لینے سے اہلسنت کے بنیادی عقیدے پر سخت ضرب پڑتی ہے۔

یہ معرکہ حق وباطل کا نہ تھا۔ (رسومات محرم الحرام۔ صفحہ 34)

مزید لکھتے ہیں!

خود حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے طرز عمل سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ انھوں نے مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر پا کر واپس لوٹ جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا اور پھر کوفہ پہنچنے کے بعد واپس جانے کی جو صورتیں پیش فرمائیں اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ سابقہ موقف سے جو بھی ان کے ذہن میں تھا رجوع فرمالیا گیا۔ اگر ان کے نزدیک یہ معرکہ حق وباطل ہوتا تو وہ ہرگز اس سے رجوع نہ فرماتے۔

یزید کے موقف کی وضاحت تاریخ میں موجود ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اس وقت کی ساری قلمرو میں وہ حضرت معاویہ کے صحیح جانشین قرار دیے گئے۔ صرف مدینہ منورہ کے چار صحابیوں سے بیت لینی باقی تھی۔

1۔ حضرت عبداللہ بن عمر 2۔ حضرت عبداللہ بن عباس

3۔ حضرت عبداللہ بن زبیر 4۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہم

اول الذکر دونوں بزرگوں نے یزید کی حکومت باقاعدہ طور پر منظور کر لی جیسا کہ تاریخ طبری وغیرہ سب تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے۔

جبکہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پہلو تہی کی جس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا۔

اتقیا و لا تفرقا بین جماعة المسلمین

"دونوں اللہ سے ڈرو اور مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ نہ ڈالو"۔

(البدایه والنهایه 8/150 طبری 4/254)

اور واقعہ یہ ہے کہ جن محققین علمائے امت نے حقائق کی روشنی میں جذبات سے الگ ہو کر اس پر غور کیا ہے وہ یزید کی حکومت کو اسی طرح درست تسلیم کرتے ہیں جس طرح حضرت عبداللہ بن عمر اور دیگر سارے شہروں کے سب صحابہ و تابعین نے صرف مذکور الصدر دو صحابیوں کے سوا، یزید کو وقت کا امیر المومنین تسلیم کرلیا تھا۔ رہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا موقف؟ تو حقیقت یہ ہے کہ بعد کی حاشیہ آرائیوں اور فلسفہ طرازیوں سے صرف نظر کر کے اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے واضح الفاظ میں اپنے موقف کی کبھی وضاحت ہی نہیں فرمائی کہ وہ کیا چاہتے تھے؟ اور ان کے ذہن میں کیا تجویز تھی؟ یزید کے خلیفہ بن جانے کے بعد جب گورنر مدینہ ولید بن عقبہ نے انہیں یزید کی بیعت کرنیکی دعوت دی تو انھوں نے فرمایا کہ میں خفیہ بیعت نہیں کرسکتا۔ اجتماع عام میں بیعت کرونگا۔

اما ماسألتنی من البیعۃ فان مثلی لا یعطی بیعتہ سرّا اراك

تجتزی بھا منّی سرا دون ان تظھر ھا علی روس الناس علانیہ

(طبری 4/251)

گورنر نے انہیں مہلت دیدی۔ حضرت حسین یہ مہلت پا کر مدینہ سے مکہ تشریف لے گئے۔ مکہ پہنچ کر بھی انھوں نے کوئی وضاحت نہیں کی البتہ وہاں سے کوفہ جانے کی تیاریاں شروع کردیں جس کی خبر پا کر ہمدرد و بہی خواہ جن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ متعدد صحابی بھی تھے۔ انہیں کوفہ جانے سے روکتے رہے لیکن وہ کوفہ جانے پر ہی مصر رہے۔ حتیٰ کہ ایک موقعہ پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قریبی رشتہ دار عبداللہ بن جعفر گورنر مکہ عمرو بن سعید کے پاس آئے اور ان سے استدعا کی کہ آپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام ایک چٹھی لکھ دیں جس میں واضح الفاظ میں انہیں امان دیے جانے اور حسن سلوک کرنے کا ذکر ہو۔ تاکہ حسین رضی اللہ عنہ واپس آجائیں اور کوفہ نہ جائیں اور گورنر نے منظور کرتے ہوئے ایسا ہی کیا اور ساتھ اپنا بھائی بھی روانہ کیا لیکن وہ امان نامہ دیکھ کر بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن جعفر اور گورنر کے بھائی سے معذرت کرلی اور کوفہ جانے پر ہی مصر رہے۔ اور یہاں بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے موقف کی وضاحت نہیں کی بلکہ صاف لفظوں میں کہا کہ میں کوفہ جس مقصد کیلئے جارہا ہوں وہ صرف مجھے معلوم ہے اور وہ میں بیان نہیں کرونگا۔

(طبری 4/291)

در جواب آں غزل

لما اراد معاوية ان يبايع ليزيد كتب الى زياد يستشيرهٗ۔ شاور زياد عبيد بن كعب النميرى و اخبرهٗ۔ ان امير المومنين كتب الّى يزعم انه قد عزم على بيعة يزيد و هو يتخوف نفرة الناس و يرجوا مطابقتهم و علاقة امر الاسلام و ضمانه عظيم و يزيد صاحب رسلة و تهاون مع قد اولع به من الصيد فالق امير المومنين مود ياعنى فاخبرهٗ عن مغلات يزيد و قل له رويدك بالامر ولا تجعل فان دركافى تاخير خير من تعجيل عاقبته الفوت۔

(تاریخ طبری۔ جلد نمبر 6، صفحہ 169)

''حضرت امیر معاویہ نے جب یہ ارادہ کر لیا کہ لوگ یزید کی بیعت کر لیں تو انہوں نے زیاد کی طرف خط لکھا کہ اس بارے میں زیاد کی کیا رائے ہے؟ اس نے اپنے ہمزاد عبید بن کعب نمیری سے مشورہ کیا کہ امیر المومنین حضرت معاویہ کا خط آیا ہے کہ وہ یزید کیلئے بیعتِ خلافت لینے کا ارادہ کر چکے ہیں۔ ساتھ ہی یہ خوف بھی اس پر مسلط ہے کہ لوگ اس اقدام سے نفرت کرینگے۔ زیاد نے عبیدہ سے کہا یہ معاملہ بڑا اہم ہے اس کا تعلق اسلام سے ہے۔ یزید لاابالی مزاج۔ غفلت و کاہلی اس کا وطیرہ ہے۔ اُس کے علاوہ شکار کا دلدادہ ہے۔ تم جاؤ امیر المومنین کے پاس اور میری طرف سے انہیں یہ پیغام دو اور یزید کی کارستانیوں سے انہیں آگاہ بھی کرو اور عرض کرو کہ آپ اس معاملہ میں جلدی نہ کریں صبر سے کام لیں۔ مقصود کا تاخیر سے حاصل ہونا نہ ملنے سے بہتر ہے''۔

المستفادات

1۔زیاد جیسے وفادار کے نزدیک بھی یزید مسلمانوں کی حکومت کیلئے موزوں شخص نہ تھا اس کا کردار ناپسندیدہ اورداغدار تھا۔

2۔ حضرت معاویہ کو یزید کے صحیح حالات کا بھی پتہ نہ تھا اگر علم ہوتا تو زیاد کو عبید بن کعب سے یہ بات کرنے کی نوبت نہ آتی۔ کہ امیر معاویہ کو صحیح حالات سے آگاہ کرو۔ بلکہ یزید کو بھی سمجھاؤ کہ وہ غلط کاریوں سے باز آئے۔

3۔ حضرت امیر معاویہ کے گورنر بھی یہ جرأت نہ کر سکتے کہ اعیان مملکت میں والی شام کو صحیح حالات سے مطلع رکھتے۔(تہذیب التہذیب، جلد نمبر 11صفحہ 361ملاحظہ ہو)

عمر بن عبدالعزیز کی مجلس میں ایک روز یزید کا ذکر چھڑ گیا۔ کسی شخص نے کہا یزید امیر المومنین کا فرمان ہے۔ابھی اس نے یزید امیر المومنین کہا ہی تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز غصہ سے بے قابو ہو گئے اور کہنے لگے تم یزید جیسے بد بخت، شقی اور نابکار کو امیر المومنین کہہ رہے ہو۔ پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اس شخص کو اس جرم میں کہ اس نے یزید بد بخت کو امیر المومنین کہا ''بیس کوڑے مارو'' ۔تا کہ آئندہ کوئی یہ جرأت نہ کر سکے۔ (بحوالہ حضرت امام حسین اور یزید پلید)

بنوامیہ کے اپنے افراد اس بد بخت کو امیر المومنین ماننے' کہنے اور سننے کیلئے تیار نہیں۔اس کے اپنے بیٹے نے اُسے امیر المومنین، خلیفہ المسلمین نہیں کہا اور نہ تسلیم کیا۔

(دیکھیے کتب تواریخ اور معاویہ بن یزید)

اور یہ حضرت ہیں کہ ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں وہ خلیفہ برحق اور عالم اسلام کا متفقہ امیر المومنین ہے سوائے چار صحابہ کے۔

اگر وہ متفقہ تھا تو مدینہ کو کیوں جلایا؟ مسجد نبوی میں گھوڑے کیوں باندھے گئے؟ روضہ من ریاض الجنتہ میں خچر کیسے باندھے گئے؟ حرمات مدینہ کیسے حرام اولاد جنم دیتی رہیں؟ حرم کعبۃ اللہ کی عزت کو پامال کیوں کیا گیا؟ غلاف کعبۃ اللہ کیونکر نذر آتش ہوا؟ خدا کیلئے انصاف بھی کس شے کا نام ہے؟

دین اسلام اللہ کی حاکمیت کا دین ہے۔ لمن الملك لله لواحد القهار ایک دن یوم الدین، حساب و کتاب کا دن ہے ہمیشہ اس دنیا میں نہیں رہنا کہ درہم و دیناروں سے کھیلتے رہیں۔ اللہ کے محبوب بندوں کے قاتل۔ قاتل تو مانو۔ انہیں ناحق تو کہتے رہیں۔ مجرم کو سزا نہ دو لیکن اقرار جرم تو کرتے رہو۔ جرم بہر حال جرم ہوتا ہے۔

اب دیکھتے ہیں کہ موقف حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام واضح کیسے نہیں

یا ایها الناس، ان رسول الله ﷺ قال من رأى سلطانا جائرا مستحلا لحرم الله، ناكشا لعهد الله مخالفا لسنة رسول الله ﷺ يعمل في عباد الله بالاثم و العدان۔ فلم يغير عليه بفعل ولا قول كان حقا على الله ان يدخله مدخله الاوانّ هولاء قد لزمو اطاعة الشيطان و تركو اطاعة الرحمن و اظهروا الفساد و عطلوا الحدود واستاثروا بالغنى واحلوا حرام الله و حرّموا حلاله و انا احق من غيو۔

"لوگو! بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص ایسے ظالم شخص کو دیکھے جو اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال کرے جو اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کو توڑ ڈالے۔ جو رسول اللہ ﷺ کی سنت کی مخالفت کرے۔ اللہ کے بندوں کے ساتھ گناہ اور زیادتی کا برتاؤ کرے۔ اور دیکھنے والا اپنے قول و عمل سے اس کو بدلنے کی کوشش نہ کرے تو قیامت کے دن اس شخص کو بھی جہنم کے اسی طبقہ میں داخل کیا جائیگا جس میں وہ ظالم داخل ہوگا۔

اے لوگو! بیشک ان بدبختوں نے (یزید اور اس کے ماننے والوں نے) نے شیطان کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے اللہ رحمٰن کی اطاعت کو چھوڑ دیا ہے فساد کا بازار گرم کر رکھا ہے اور حدود اللہ اور حدودِ اسلام کو معطل کر دیا ہے اور مال و دولت کو ہڑپ کر جانا ان کا معمول بن گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حلال کو یہ حرام کر رہے ہیں اور اللہ نے جو حرام کیا ہے اسے انہوں نے حلال کر رکھا ہے۔ مجھ پر لازم ہے کہ میں ایسے ظالموں کے خلاف سینہ سپر ہو جاؤں۔

اس خطبہ مبارکہ میں کونسا ابہام رہ گیا ہے یا کونسی وضاحت باقی ہے جو فاضل مصنف رسالہ رسومات محرم الحرام کو درکار ہے۔ جو امام حسین علیہ السلام کا موقف واضح نہیں۔ جب ظلموں کی حد ہو چکی تھی جانیں محفوظ نہ تھیں عزتوں پر حملے ہو رہے تھے، مال ہڑپ کیے جا رہے تھے۔ حدود اللہ کو پامال کیا جا رہا تھا اللہ کے حرام کردہ اوامر کو معطل کر دیا گیا تھا۔ اللہ کی حرام کردہ مستورات کے نکاح کروائے جا رہے تھے اللہ کے حلال کردہ کو حرام کیا جا رہا تھا۔ تو کیا حسین علیہ السلام پروردہ نگاہِ نبوت ورسالت بھی خاموش تماشائی بن کر بیٹھ جاتے؟۔

جن کی رگوں میں پاک زہرا کا خون تھا جو حیدر وصفدر، صف شکن اسد اللہ الغالب کا لخت جگر ہو۔ جو رسول اللہ ﷺ کی گود میں جوان ہوا ہو وہ یہ سب کچھ ہوتا ہوا کیسے دیکھ سکتے تو آپ نے اپنا سب کچھ قربان کر کے اسلام اور مسلمانوں کی عزت وآبرو بچالی اور یہ بد بخت ملاں ہیں کہ اس واقعہ سے ہی انحراف ہے کہ یہ معرکہ حق وباطل تھا ہی نہیں!۔

دوسری شہادت ملاحظہ ہو

حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل ملائکہ کے صاحبزادے اور ذاتی زہد وتقویٰ کی وجہ سے راہب کے لقب سے ملقب شخص اہل مدینہ کے ایک وفد کے ہمراہ یزید کی ملاقات کیلئے تشریف لے گئے۔ یزید کے ہاں کئی دنوں تک اس وفد نے قیام کیا اس وفد نے یزید کے شب وروز دیکھے۔ احوال وطوار سے آگاہی حاصل کی اہل مدینہ اس کے فسق وفجور کے حالات سن کر حیران رہ گئے۔ تمام اہل مدینہ نے اس فاسق شخص کی بیعت توڑ دی۔ وفد نے جو حالات اہل مدینہ کو بتائے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

قالو اقدمنا من عند رجل لیس له دین یشرب الخمر و یضرب بالطنا بین و یعزف عندهٗ القیان و یلعب بالکلاب و یسهر عندهٗ الحراب وهم اللصوص وانا نشهد کم انّا قد خلعناهٗ۔

(تاریخ طبری۔ صفحہ 4 جلد نمبر 8، تاریخ کامل 4/103)

(سیدنا امام حسین علیہ السلام اور یزید پلید)

وفد مدینہ شام سے واپسی پر گویا ہوا۔ ہم ایک ایسے شخص کے پاس سے آئے ہیں جس کا کوئی دین نہیں جو شراب پیتا ہے' طنبورے بجاتا ہے' لونڈیاں اس کے سامنے گاتی ناچتی ہیں کتوں کے ساتھ کھیلتا ہے۔ رات گئے تک چور اُچکے اس کے پاس بیٹھ کر داستان سرائی کرتے ہیں اور اے اہل مدینہ ہم تمہیں گواہ بناتے ہیں کہ ہم نے اس شخص کی بیعت کا قلاوہ گردن سے اتار کر پھینک دیا ہے۔

اس وفد کے ایک رکن حضرت زبیر کے صاحبزادے منذر تھے۔ جو اس وفد کے ساتھ واپس نہیں آئے بلکہ دمشق سے کوفہ تشریف لے گئے اور کوفہ سے مدینہ شریف پہنچے ان کی یزید کے بارے میں رائے ملاحظہ ہو۔

ان یزید و اللہ لقد اجازنی الف درھم و انہ لایمنعنی ماصنع الّی ان اخبر کم خبرہٗ و اصد قکم عنہ۔

واللہ انہ یشرب الخمر و انہ یسکر حتی یضیع الصلوۃ و عابہ بمثل ماعابہ اصحابہ الذین کانو امعہ۔

(تاریخ کامل 4/104طبری جلد7/4)

''قسم بخدا یزید نے مجھے ایک لاکھ درہم تحفۃً دیئے۔ لیکن یہ عطیہ و تحفہ مجھے یہ کہنے سے مانع نہیں ہوسکتا کہ میں تمہیں اس کے بارے میں صاف صاف بات نہ بتادوں۔ وہ شرابی ہے اور اتنی شراب پیتا ہے کہ نشہ کی وجہ سے نماز ترک ہو جاتی ہے۔ وفد کے دوسرے ارکان کی طرح پھر انھوں نے بھی وہ تمام باتیں بتائیں جو وہ پہلے بیان کر چکے تھے کہ

''طنبور بجاتا ہے' لونڈیاں اس کے دربار میں اس کی موجودگی میں گاتی ہیں' کتوں سے کھیلتا ہے۔ رات گئے تک چور اُچکے اس کے پاس بیٹھ کر ہرزہ سرائی کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ''۔

یزید بد بخت کے بارے میں علامہ ابن کثیر کی رائے بھی ملاحظہ ہو۔

قدروی ان یزید کان قد اشتھر بالمعازف و شرب الخمر والغناء والصید و اتخاذ الغلمان و القیان والکلاب والنطاح بین الکباس والرباب والقرود مامن یوم الایصبح فیه مخموراً۔

(البدایه والنهایه جلد نمبر8صفحه 235)

''یزید ان باتوں میں بڑی شہرت رکھتا تھا۔گانا بجانا،شراب نوشی،غنا،شکار، لونڈے اور لونڈیاں رکھنا، کتے پالنا،مینڈھوں،ریچھوں اور بندروں کی کشتی کرانا وہ جب صبح کو اٹھتا تو نشے میں مخمور ہوتا''۔

(امام حسین علیه السلام اور یزید پلید)

اب ملاحظہ ہو:۔

سید اور غیر سید نیز سادات کا کفو

ساد یسودُ سیادةو سو ددًا۔ سُو دداً او سَیدودةً و سُوداً۔

شریف ہونا، بزرگ ہونا،قوم کا سردار ہونا،شان وشرف میں کسی پر غالب آنا ۔اس کی جمع سادات آتی ہے۔

السیّد ،سردار۔اس کی جمع اسیاد وسادة اورسیائد ۔

حضرت فاطمۃ الزہراؑ کی اولاد نسل والے سیدان؛حضرت حسن اور حضرت حسین

السیّدہ؛حضرت مریم علیہا السلام کا لقب

(المعجم الوسیط ۔المنجد۔ ناشر مجمع اللغته العربیه۔ مصر)

ساد ، یسود، سیادة و سودداً ، عظم ، حجر و شرف ۔ صار سیدھم

بڑا ہونا۔بزرگ ہونا۔خاندان شرفا سے ہونا۔جیسے کہا جاتا ہے صار سید ھم وہ اپنی قوم کا سردار ہوا۔القرآن الکریم میں موجود ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ذکریا علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت دی تو فرمایا؛

ان الله یبشرك بیحیٰ مصدقاً بکلمة من الله وسیّدا و حصورا و نبیامن الصالحین۔

(سورۃ آل عمران نمبر3، آیت نمبر39)

بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو مژدہ دیتا ہے حضرت یحییٰ کا جو اللہ کی طرف سے کلمۃ اللہ کی تصدیق کریگا اور سردار اور ہمیشہ کیلئے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے ہوگا۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کا سید و سردار قرار دیا ہے اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں سید اس رئیس کو کہتے ہیں جو مخدوم و مطاع ہو۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام مومنین کے سردار اور علم وحلم اور دین میں انکے رئیس و سردار تھے۔

2۔ سیدھا :استبقاالباب و قدت قمیصه من دبر و ایضا سیدھا لدا الباب قالت ماجزاء من اراد باھلك سوء الا ان یسجن او عذاب الیم ۔

"اور وہ دونوں حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا' دروازے کی طرف دوڑے اور عورت نے اس کا کرتا پیچھے سے چیر لیا اور دونوں کو عورت کا (سید و سردار) گھر والا دروازے کے پاس ملا۔ وہ عورت بولی کیا سزا ہے اس کی جس نے تیری گھر والی سے بدی چاہی مگر یہ کہ قید کیا جائے یا عذاب الیم' دردناک عذاب"۔

اس آیت مبارکہ میں عورت کے گھر والے' شوہر کو اس کا سید کہا گیا ہے عورت محکوم اور اس کا خاوند اس کا سردار ہے۔

3۔ تیسری آیت مبارک ملاحظہ ہو۔

قالوا ربنا انا اطعناسادتنا و کبرأنا فاضلونا السبیلا

"اے ہمارے رب ہم نے اطاعت کی اپنے سرداروں کی اور اپنے وڈیروں کی تو انہوں نے ہمیں بہکا دیا راہِ راست سے"۔

اس آیت مبارکہ میں قوم کے سربراہان و وڈیرے لوگوں کو سادتنا کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

تینوں آیات بنیات میں جو قوم کے مطاع و فرمان روا ہیں اور مخدوم ہیں انہیں سادات کہا ہے یہ واقعات ہیں رسول اللہ ﷺ کے اس عالم دنیا میں ظہور فرمانے سے قبل کے حضرت یحییٰ مطاع ہوئے تو سردار بنے اور قوم نے انہیں سید مان لیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سید کہہ کر بنی اسرائیل سے سید منوالیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا زمانہ آیا تو وہ زلیخا جس کی محکوم تھی وہ اس کا خاوند قرآنی لفظ کے مطابق اس کا سید بنا۔ کیونکہ وہ عورت اس کی مطیع و خادمہ تھی۔ یوسف علیہ السلام کیلئے عزیز مصر سید نہیں قرآن فرماتا ہے۔

ایضا ان دونوں کوملا، لدا الباب ، دروازے کے سامنے سیدھا ،اس عورت کا سردار۔

چونکہ عورت کو اللہ تعالیٰ نے خادم و مطیع پیدا فرمایا ہے اور مرد کو مخدوم و مطاع اس لیے اللہ کریم نے زلیخا کے شوہر کو سید زلیخا فرمایا۔

تیسری آیت مبارکہ میں تو قوم کے جہنمی لوگوں نے اعلانیہ تسلیم کرلیا کہ ہماری تباہی و بربادی ان ہمارے مطاع سرداروں اور ہماری جماعت کے عالموں مذہبی رہنماؤں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جن کی اطاعت وفرمانبرداری ہمیں جہنم تک لے آئی۔

آج سے تقریباً پندرہ سو سال قبل سید الانبیاء المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اس دنیا میں ظہور فرمایا۔ آپ ہیں سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم۔

40 سال بعد آپ نے بعثت کا اعلان فرمادیا۔ خوش نصیب لوگ آواز رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سنتے گئے اور جوق در جوق دولت اسلام سے بہرہ یاب ہوتے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات مطاع اور مخدوم ہوئی اور جناب حضرت ابوبکر صدیق مطیع وفرمانبردار بنے۔

پھر آہستہ آہستہ تعداد بڑھتی گئی متبع اور مطیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین لائق تحسین ہوتے گئے جیسے جیسے مطیع رسول اسلام بنتے گئے۔

اب لفظ ''سیّد'' دیکھیے

جب جنایات کا باب کھلے گا تو جانی کو سزا دینے کیلئے جنایت کا ثبوت ضروری ہوگا جس کے اسلام میں صرف درج ذیل 10 طرق ہیں۔

1۔ شواہد 2۔ قرائن 3 ۔ اقرار 4۔ القامۃ 5 ۔ القافۃ 6۔ القرعۃ
7۔ علم الحاکم 8۔ یمین المدعی 9۔ نکول المدعی 10 یمین المدعی مع الشاہد۔

ان سب طرق میں اقرار کو سید الادلہ کہتے ہیں کہ ملزم خود اقرار کرے۔

ملاحظہ ہو لفظ سیّد اور اس کا مدلول

ہمارا دعویٰ ہے کہ سادات موجود ہیں اور ان کی وجہ سے آسمانوں سے بلاؤں کا نزول روک دیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

اهل بيتى امان لامتى ''میرے اہل بیت میری امت کیلئے امان ہیں''۔

خاندان رسول اللہ ﷺ ابد الاباد تک قائم رہے گا۔ کل بروز محشر تمام نسب اور تمام رشتے منقطع ہو جائیں گے سوائے رسول اللہ ﷺ کے نسب اور رشتوں کے۔ رسول اللہ ﷺ کا نسب اور آپ کے رشتے ناطے وقوع قیامت کے بعد بھی قائم رہیں گے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔

عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله ﷺ

...... كل سبب و نسب ينقطع يوم القيامة الانسبى و سببى

...... كل نسب و سبب ينقطع يوم القيامة الانسبى و صهرى

...... كل نسب و صهر ينقطع يوم القيامة الانسبى و صهرى

......او كما قال عليه الصلوة والسلام وآله الكرام

یہ حدیث مبارکہ اختلاف لفظی کیساتھ مذکور ہے اور جن کتب میں مندرجہ ہے ملاحظہ ہوں۔

مستدرك حاكم 3/142، مجمع الزوائد للهيثمی القدسی 4/271.

كنزل العمال 11/409، حديث نمبر 3/915 ,3/914.

ابن عساكرعن ابن عمر ـ العجم الكبير للطبرانی 3/243.

تفسير قرطبی جلد نمبر 4. حلية الاوليا لابی نعيم جلد نمبر 2.

نمبر 1۔ حضرت صھر رسول عمر بن خطاب، راوی الحدیث کو جھوٹا تو کہا نہیں جاسکتا۔

نمبر 2۔ قیامت کا دن تو بعد میں آئے گا رسول اللہ ﷺ کے ظاہری زمانہ حیات سے لیکر وقوعِ قیامت تک کا دورانیہ بھی تو گزرنا ہے! جو کئی سو سالوں پر مشتمل ہے۔

کیا عاص بن وائل سھمی کے بکواس کی اتنی اہمیت ہے کہ اس عرصہ میں نسب رسول اللہ کو منقطع مان لیا جائے کیا اُسے سچا ثابت کرنے سے تکذیب واہانت رسول لازم نہ آئیگی؟

ظلم تو یہ ہے کہ مجسمہ تکبر و جہالت اور حماقت کو لوگ عرفان کہتے ہیں۔

قرآن مجید فرقان حق وباطل کی سورۃ کوثر کے نزول کا سبب کیا بنا تھا؟

ابناء الرسول

وكان اول من مات من ولده القاسم ثم مات عبدالله بمكة فقال العاص بن وائل السهمى قد انقطع ولدهٗ فهو ابتر فانزل الله عزوجل ان شانئك هو الابتر۔

(المنتظم فی تاریخ الامم والملوک جلد نمبر 2 ص 317 لابی الفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد ابن الجوزی، الطبعۃ الاولی 1992م المتوفی سنۃ 597ھ مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کی اولاد میں سب سے پہلے حضرت قاسم بن محمد رسول اللہ کا وصال پر ملا ہوا۔ ان کے بعد مکہ شریف میں ہی حضرت عبداللہ بن محمد رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا حضرت عبداللہ کے وصال کے موقع پر مکہ کا عاص بن وائل کتے کی طرح بھونکا اور اس نے آپ کو منقطع النسل (الابتر) کہا غیرتِ خداوندی نے برداشت نہ کیا اور سورۃ کوثر کا نزول فرمایا۔

اِنّ شانئك هو الابتر۔

''اے محمد عربی ﷺ آپکے دشمن ہی بے نام ونشان اور اوتر و ابتر ہیں''۔

اور آج دنیا کے کسی خطے پہ عاص بن وائل سهمی کا کوئی صلبی بیٹا موجود نہیں ہے۔ ہاں اس کے شیطانی و روحانی بیٹے نسب رسول اللہ ﷺ پر طعن و تشنیع کرنیوالے موجود ہیں لیکن ان کے شک کرنے سے قرآن لاریب ہی رہے گا۔ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ایسے ہی خاندان رسول اللہ ﷺ سے اگر ساری دنیا بھی انکار کر بیٹھے تو پھر بھی سادات موجود رہیں گے کیونکہ یہ اللہ کا رسول اللہ ﷺ سے وعدہ ہے۔

حضور پرنور ﷺ کی نرینہ اولاد وصلوٰاۃ اللہ علیہا تو یہی تھی جو وصال فرما گئی۔

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

كل ولد اب فعصبتهم لابيهم ماخلا ولد فاطمة فانى ابوهم و عصبتهم۔

''ہر بیٹے کا باپ ہے اور اس کا عصبہ و خاندان بھی سوائے اولادِ فاطمہ الزہراؑ صلوات اللہ علیہا کے انکا باپ بھی میں ہوں اور ان کا عصبہ و خاندان بھی میں محمد رسول اللہ ہی ہوں''۔

(الجامع الكبير الجزء الثانى 1/1193، الدار قطنى جلد نمبر2 جز و ثالث)

وَما بال قوم يوذوننى فى اهل بيتى؟ والذى نفسى بيده لايومن عبد حتى يحبنى ولا يحبنى حتىٰ يحب ذريتى

(اسعاف الراغبين فى سيرة المصطفى و فضائل اهل بيته الطاہرین لعلامه محمد بن على صبان مصرى)

''اس قوم کا کیا حال ہوگا جو مجھے میرے اہل بیت کی وجہ سے اذیت دیتی ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس وقت کوئی بندہ کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک مجھ سے محبت نہ کرے اور کوئی میرا محب نہیں ہو سکتا جب تک میری ذریت سے محبت نہ کرے''۔

اما ابناء النبی ﷺ او بمعنی اوضع ابناء الزهرا رضی الله عنها و عنهم اعتبار هم فی النسب انهم ابناءهٗ ﷺ فقد جاء ذکر هم فی قوله تعالیٰ عزو جل

فقل تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم و نساء نا و نساء کم و انفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله علی الکاذبین۔

فجاء النبی ﷺ بالحسن و الحسین و فاطمة تمشی خلفه و علی خلفها و قال لهم ان انا دعوت فامنوا۔

(الجامع الحکام القرآن للقرطبی جلد نمبر4صفحہ104)

فلم یدع النبی ﷺ عند مباهلة النصاری غیر علی و فاطمة والحسن و الحسین (و هما الابناء) او ابناء الرسول ﷺ ۔

رسول اللہ ﷺ کے بیٹے بلکہ واضح ترین معنی میں فاطمہ الزہراؑ کے شہزادے' نسب کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں۔جیسا کہ آیتِ مباہلہ نصاری میں واضح ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے وفد بنی نجران کے مقابلہ میں حسنین کو ساتھ لیا۔فاطمہ الزہراؑ آپ کے پیچھے اور ان کے پیچھے حضرت علی المرتضی تشریف لا رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان نفوس قدسیہ سے فرما رہے تھے اگر میں دعا کروں تو آپ لوگوں نے آمین کہنا ہے۔

اسی موقع پر رسول اللہ نے ابناء کی جگہ پہ مولا حسن اور مولا حسین کو ساتھ لیا کسی اور کو ساتھ نہیں لیا۔

ولهذا اهل البیت منحصرون فی ابناء الزهرة وحدهم و فی ذرية الحسن و الحسین و منهما تستمر ذرية النبی ﷺ الی یوم القیامة لقوله ﷺ

کل سبب و نسب ینقطع یوم القیامة الاسببی و نسبی۔

(دار قطنی جلد نمبر2جزو ثالث طبع الکبری الامیریہ ، المصریہ ۔ القاہرہ)

''لہٰذا اہل بیت رسول صرف اور صرف حضرت فاطمۃ الزہراؑ کی اولاد ہیں۔

حضرت حسن اور حضرت حسین کی ذریت سے ہی رسول اللہ ﷺ کا خاندان قیامت تک قائم ہے آپ کے اس فرمان کے مطابق''

''کہ ہر نسب وصہر منقطع ہو جائیگا سوائے میرے نسب واصہار کے''۔

سال سائل عن الامام سید نا موسیٰ الکاظم رضی اللہ عنہ کیف قلتم نحن ذریۃ رسول اللہ ﷺ و انتم بنو علی انما ینتسب الرجل الی جدہ لابیہ دون جدہ لامہ ؟

فقال الامام الکاظم رضی اللہ عنہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ و من ذریۃ دائود و سلیمان و ایوب و یوسف و موسیٰ و ھارون و کذالک نجزی المحسنین و ذکریا و یحیی وعیسی و الیاس ۔۔۔ ولیس لعیسی اب ۔

وزیادہ اخری قال عزوج ۔ فقل تعالوا ندع ابناء نا و ابناء کم ونساء نا و نساء کم انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔۔۔

فلم یدع النبی ﷺ عند مباھلۃ النصاری غیر علی و فاطمۃ والحسن و الحسین

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۔ جلد نمبر 4صفحہ 104، ذخائر العقبیٰ للحب الطبری ۔ صفحہ 25 طبع مصر۔ القاہرہ)

فتویٰ امام موسیٰ کاظم

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کسی شخص نے عرض کیا جناب آپ سادات کرام کیسے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ہیں جبکہ آپ تو حضرت علی المرتضیٰ اور جناب حضرت ابو طالب کا خاندان ہیں اور سلسلہ نسب تو باپ کی طرف سے چلتا ہے نہ کہ ماں کی طرف سے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا۔ قرآن مجید سورۃ الانعام آیت نمبر 84 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وھبنا لہٗ اسحق و یعقوب کلا ھدینا و نوحا ھدینا من قبل ومن ذریۃ داود وسلیمان وایوب و یوسف و موسیٰ و ھارون و کذالك نجزی المحسنین و ذکریا و یحییٰ و عیسی والیاس ۔۔۔

"اور ہم نے انہیں حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوبؑ عطا کیے ان سب کو ہم نے راہ دکھائی اور ان سے پہلے حضرت نوحؑ کو راہ دکھائی"۔

"اور ان کی اولاد میں سے حضرت داؤدؑ حضرت سلیمانؑ حضرت ایوبؑ حضرت یوسفؑ حضرت موسیٰؑ حضرت ہارون کو اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو اور ذکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو۔ یہ سب ہمارے قرب کے لائق ہیں"۔

اس آیت مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماں کی نسبت سے ذریت کیا ہے اگر نیکوں کی ذریت اور اولاد ہونا قابل ذکر نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا انداز خطاب بھی ایسا نہ ہوتا۔

مزید برآں یہ کہ سورۃ آل عمران آیت نمبر 61 میں،

فقل تعالوا ندع ابناء نا ابناء کم و نساء نا و نساء کم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

مباہلہ نصاریٰ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے حضرت علی المرتضیٰ، فاطمۃ الزہراؓ اور حسنین کریمین کے کسی کو بلایا ہی نہیں۔ اس آیت مبارکہ سے بھی ثابت ہوا کہ حسنین حضرت علی کے نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہزادے ہیں اور انہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب قیامت تک قائم ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک۔

کل سبب و نسب ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی و صہری۔

نسب میں تو یہ واضح ہے کہ حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن قصی بن کلاب بن مرہ۔۔۔ کسی اور عامی کا نام تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ یہ شجرہ طیبہ ہے جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود فرمائی ہے اور یہ سلسلہ ذہبیہ ہی اس لائق ہے کہ انہیں سادات کہا جائے۔ ان کے بغیر اگر کوئی سید ہونیکا دعویٰ کرتا ہے تو اسے کسی احمق کی حماقت تو کہا جاسکتا ہے یا پھر تجاہل عرفانہ و عارفانہ۔

لفظ صہر اور عربوں کا استعمال

الاعتراض:۔

ممکن ہے کوئی صاحب لفظ ''صہر'' سے صرف داماد رسول اللہ ﷺ مراد لینے کی کوشش کرے یہ خطا و جہالت ہوگی یا پھر تجاہل عارفانہ۔

از راہِ انصاف فرمایئے کیا!

حضرت عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، ابوالعاص بن ربیع کیساتھ ساتھ عتیبہ بن عدواللہ ابولہب اور عتبہ بن عدواللہ ابولہب کی شادیاں رسول اللہ ﷺ کے ہاں نہیں ہوئی تھیں اور ان کو یہ حدیث رسول علیہ التحیۃ والتسلیمات۔

کل سبب و نسب ینقطع یوم القیامۃ الاسببی و نسبی

کوئی فائدہ دے سکتی ہے یا وہ اس حدیث کی رو سے صہر رسول بن سکتے ہیں؟

اس سے قبل کہ ہم بحث شروع کریں آؤ ذرا دیکھیں ''امھات الکتب اور لفظ صہر''

صہر۔ الصہر بالکسر ۔ القرابۃ۔ الصہر۔ حرمۃ الختونۃ و ختن الرجل صہرۂ۔ والمتزوج فیھم اصھار الختن۔

وقال الفراء :بیننا صہر فنحن فرعاھا فانثھا

و كذانقله الصاغانى ج- اصهار وصهراء- الاخيرة فادرة و قيل
اهل بيت المرأة اصهار و اهل بيت الرجل اختان
ومن العرب من يجعل الصهر من الأختان و الاصهار جميعا-
و حقق بعضهم ان اقارب الزوج رحماء و اقارب الزوجة اختان
و الصهر يجمعهما نقله شيخنا-

(تاج العروس- فصل الصاد من باب الرأس 344 تالیف- محمد مرتضیٰ زبیدی، جلد نمبر 3)

صهر رأسه- اذا دهنه بالصهارة
و فى حديث الاسود بن يزيد- انه كان يصهر رجليه با [illegible]حم و هو
محرم الصيهور- مايو ضع عليه متا ع البيت من صفراو شبه او
نحوهٗ - اصهر الجيش للجيش-دنا بعضهم من بعض- فلان
مصهربنا- القرابة

(التكمله والذيل والصله- الجزالثالث تاليف- الحسن بن محمد بن الحسن المتوفى 650 ه)

صهر - الصهر- القرابة

حرمة الختونة و ختن الرجل صهره المتزوج فيهم اصهار الختن
والاصهار- اهل بيت المرأة ولا يقال لاهل بيت الرجل الأختان
و اهل بيت المرأة اصهار-
ومن العرب من يجعل الصهر من الاحماء والا ختان جميعا- يقال
صاهرت القوم اذا تزوجت فيهم-
و قيل اهل بيت المرأة اصهار و اهل بيت الرجل اختان و قال
ابن الاعرابى الصهر زوج بنت الرجل و زوج اخته والختن
ابو امراة الرجل واخوامرٔته الاصمعى- الاحماء من قبل الزوج
والأختان من قبل المرأة والصهر يجمعهما-

(لسان العرب لابن منظور)

والختن: الصهر نقله الليث و هو زوج ابنته و نسبه الجوهری الی العامه و انشد ابن بری لله اخر

وما علّی ان تکون جارية حتی اذا مابلغت ثمانية
زوجتها عتبة او معاوية أختان صدق و مهور عاليه

وقال الليث

الختن زوج فتاة القوم و من كان من قبله من رجل او امرأة فهم كلهم أختان لاهل المرأة وام المرأة ابوهااختان لزوج الرجل۔

(تاج العروس جلد 7صفحه 190، بيروت ۔لبنان)

وفی الحدیث

علّی ختن رسول الله ﷺ امی زوج ابنته عليه الصلوة والسلام وفی حديث سعيد بن جبير رضی الله عنه۔
أينظر الرجل الی شعر ختنته ای اُم امرأته۔

(تاج العروس ۔بحواله مذكوره)

میرے نزدیک یہی معنی زیادہ قرین قیاس اوراقوی ہے۔
والله اعلم بالصواب۔

يااهل بيت رسول الله حبكم فرض من الله فی القرآن انزلهٗ
يكفيكم من عظيم الفخر انكم من لم يصل عليكم لاصلوة لهٗ

(امام شافعی رحمته الله عليه)

الطرف السابع ۔ فی خصال الكفاة۔
احداها: التنقی من العيوب المثبتة للخيار۔۔۔ فمن به عيب ليس كفءً لسليمة منه

الثانية :الحرية۔ فلا يكون رقيق كفؤا الحرة اصلية ولا عتيقة ---

ولا من مس الرق احد ابائه لمن لم يمس احدا من آبائها۔--

الثالثة :النسب ۔ فالعجمی لیس کف ءٌ اللعربية ولا غير القرشی للقرشية ولا غير الهاشمی والمطلبی للهاشمية او المطلبية -----

الرابعة:الدين والصلاح ۔ فمن اسلم بنفسه ليس كف ءً المن لها ابوان اوثلاثة فی الاسلام۔ والفاسق ليس بكف للعفيفة۔--

الخامسة:الحرفة۔ فاصحاب الحرف الدنيّة يسبوا اكفاء لغيرهم فالكنّاس و الحجام و قيم الحمام و الحارس و الراعی و نحوهم لايكافوئون بنت الخياط و الخياط لا يكافئ بنت تاجر او بذاز انه غير معتبر۔ فان اعتبرناهٗ فوجهان احدهما۔ ان المعتبر يسار بقدر المهر والنفقة۔

والثانی۔ لايكفی ذالك بل الناس اصناف۔ غنی و فقير و متوسط و كل صنف اكفأ وان اختلف المراتب۔ وفی "فتاوی القاضی حسين"انه لوزوّج بنتهٗ البكر بمهر مثلها رجلا معسرابغير رضأ هالم يصح النكاح على المذهب لانه بخس حقها كتزويجها بغير كف ءِ۔

(روضة الطالبين و عمدة المفتين لامام النووی۔ الطبعة الثالثة 1980م الجزء السابع ص ۸۱۔۸۲۔ مطبوعه۔ المكتب الاسلامی' بيروت، لبنان ۔مطبوعه۔ المكتب الاسلامی' دمشق۔ شام)

فصل فی الاكفاء

الكف النظير لغة يقال كافأه ای ساواه و منه قوله عليه الصلوة والسلام "المومنون تتكافأ دمائوهم و يسعی بذمتهم ادناهم" اعلم ان الكفاة معتبرة فی النكاح لماروی جابر انه عليه الصلوة

والسلام قال "ألا لایزوج النساء الا الا ولیاء ولا یزوجن الامن الاکفاء" ولان النکاح یعقد للعمر ویشتمل علی اغراض و مقاصد کالا زدواج والصحبة والالفة و تاسیس القربات ولا ینتظم ذالك عادة الابین الاکفاء ولانهم یتعیرون بعدم الکفاء ة فیضرر الاولیاء به

وقال مالك رحمه الله لاتعتبر الکفاة الافی الدین لقوله علیه الصلوة والسلام الناس سواسیة کا سنان المشط لافضل لعربی علی عجمی انّما الفضل بالتقوی وقال الله تعالیٰ ۔ ان اکرمکم عند الله اتقکم

وقلنا المرادبه فی حکم الآخرة وکلا منافی الدنیا

قال رحمه الله (من نکحت غیر کفء فرّق الولی)

والکفاة تعتبر نسباً فقریش اکفاء والعرب اکفاء وحریة واسلاما وابوان فیهما کالآباو دیانة ومالا وحرفة۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ 129

پر لکھتے ہیں۔ افضل الناس نسباً بنو هاشم ثم قریش ثم العرب لماروی عن محمد بن علی عنه علیه الصلوة والسلام

ان الله اختار من الناس العرب و من العرب قریشا و اختار منهم بنی هاشم و اختارنی من بنی هاشم ولا فخر۔

(تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق۔ الجزء الثانی ، ص129,128 الطبعة الدولیٰ 1313 ہجری مطبع الکبری الامیریه ببولاق ۔ مصر)تالیف:الامام العالم العامل العلامه البحرالحبر الفهامه فرید دهره وحید عصره فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی)

اب سنیے جمہور فقہاء کرام کا موقف

ا۔عن علی رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال لہٗ ثلاث لاتوخر الصلوۃ اذا اتت، والجنازۃ اذا حضرت، والایم اذا وجدت لھا کفواً۔

(رواہ الترمذی ، والحاکم ، ونیل الاوطار)

۲۔ وحدیث جابر لاتنکحو النساء الاالا کفاء ولا یزوجوھن الاالا ولیاء ولا مھر دون عشرۃ دراھم۔

(الدار قطنی جز ثالث صفحہ 245۔مطبع شرکۃ الغنیۃ المتحدہ۔ القاہرہ)

۳۔حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا۔

تخیر و النطفکم وانکحوا الاکفاء

(الدار قطنی ۔ صفحہ299۔ اخرجہ ابن ماجہ والحاکم)

۴۔حدیث عن عمر بن الخطاب وعائشہ رضی اللہ عنہم۔

لامنعن تذوج ذوات الاحساب الامن الاکفاء

(الدار قطنی جلد 3۔ صفحہ 293رواہ الترمذی)

۵۔ اذا تزوجت امرأۃ غیر کف فالنکاح باطل

(المغنی واشرح الکبیر لابن قدامۃ متوفی 630 جلد نمبر7صفحہ 371۔مطبوعہ : بیروت ، لبنان)

۶۔ قال الامام الشافعی

انہ باطل لان الکفاءۃ حق لجمیعھم والعاقل متصرف فیھا بغیر رضاء ھم فلم یصح کتصرف الفضولی۔

۷۔ والکفاۃ تعتبر نسبا فقریش اکفاء قریش۔۔۔۔۔

(تبین الحقائق شرح کنزالاقائق جلد4، صفحہ128۔طبع بیروت)

والاصح عندابی حنیفۃ ان العجمی لایکون کفوا للعربیۃ ولوکان عالما او سلطانا

(الفقہ الاسلامی و اوّلتہ جلد نمبر7صفحہ243۔ طبع دمشق ۔ شام)

تالیف : الدکتور دھبۃ الزخیلی رئیس قسم الفقہ الاسلامی بجامعہ دمشق سوریۃ

ﮦ۔ ویتفق الجمهور علی ان قریشا و هم اولاد النضر بن کنانة افضل نسبا من سائر العرب

فالقرشیة لا یکأ فها الاقرشی مثلها والقرشی کف لکل عربیة وان المرأة العربیة غیر القرشیة یکافهاای عربی من ای قبیلة کانت ولکن لایکافها غیر العربی ای العجمی۔

(الفقه الاسلامی و اوّلته الدکتور وهبة الزحیلی)

وتلك عشرة کامله

ا۔ اذا زوجت المراء ة البالغة العاقلة نفسها من غیر کف او بغبن فاحش و کان لها ولی عاصب لم یرض بهذا الزواج اصلا لا لازما ولا موقوفا علی الرضابعد البلوغ

(الدر المختار جلد4)

اا۔ اذا زوج الاب والا بن المعروف بسو ألاختیار عدیم الاهلیة او ناقصها من غیر کف اوبغبن فاحش فلم یصح النکاح اتفاقا۔

(رد المختار لابن العابدین)

ااا۔ ان تزوج المرأة نفسهابمهر المثل فاذا زوجت بغبن فاحش فلم یلذم العقد و کان للاولیاء عند ابی حنیفة حق الاعتراض حتیٰ یتم لها مهر مثلها او یفار قها

(فتح القدیر جلد4. البدائع جلد4. دارلمختار، ج4)

IV۔ ان یکون الزواج کفوا للمرأة فان زوجت المرأة نفسها من غیر کف لها کان للاولیاء حق الاعتراض ویفسخ القاضی العقد ان ثبت له عدم کفاة الزواج دفعا للعار۔

(ہذا متفق علیه بین المذاہب)

V۔ اتفق الفقهاء علی ان الکفاة حق لکل من المرأة واولیاء ها فاذا تزوجت المرأة بغیر کفؤ کان للاولیاء حق طلب الفسخ واذا زوجها الولی بغیر کف کان لها ایضاً الفسخ۔

(فتح القدیر . جلد4.البدائع . جلد4. الشرح الکبیر جلد4)

ویری الشافعیة و فی روایة اخری عن احمد۔

ان غیر الهاشمی والمطلبی لیس کفوا لباقی قریش کبنی عبد شمس و نوفل وان کانا اخوین لهاشم لخبر "ان الله اصطفیٰ من العرب کنانة واصطفیٰ من کنانة قریش واصطفیٰ من قریش بنی هاشم واصطفانی من بنی هاشم۔

او کما قال علیه الصلوة والسلام۔

(رواه الترمذی عن واثلة وهو صحیح)

(دلائل النبوة بیهقی صفحه 130,131,144 دار الفکر. بیروت 1983م)

مسئله :قال (واذا زوجت من غیر کف فالنکاح باطل)

اختلف الروایة عن احمد فی اشتراط الکفاة لصحة النکاح فروی عنه انها شرط لها اذا تزوج المولی العربیة فرق بینهما وهذا قول سفیان ۔ وقال احمد فی الرجل یشرب الشراب ماهو بکف لها یفرق بینهما وقال لو کان المتزوج حائکا فرقت بینهما لقول عمر لامنعن فروج ذوات الاحساب الامن الاکفاء

(رواه خلال باسناده)

وعن ابی اسحاق الهمدانی قال خرج مسلمان و جریر فی سفر فاقیمت الصلوة فقال جریر لسلمان تقدم انت قال مسلمان بل انت تقدم فانکم معشر العرب لایتقدم علیکم فی صلاتکم ولا تنکح نساء وکم ان الله فضلکم علینا۔ بمحمد ﷺ وجعله فیکم و لان التزویج مع فقد الکفاة تصرف فی حق من یحدث من الاولیاء بغیر اذنه فلم یصح کما لو زوجها بغیر اذنها۔

والروایة الثانیة ۔ عن احمد انهالیست شرط فی النکاح۔۔۔

ان اکرمکم عندالله اتقکم ۔ اس پر بحث گزر چکی ہے

فان قلنا لیست شرطا فی النکاح

فرضیت المرأة والا ولیاء کلهم صح النکاح و ان لم یرض بعضهم محفل یقع العقد باطلا من اصله او صحیها۔

فیه روایتان عن احمد و قولان للامام الشافعی۔

احدهما۔ انه باطل لان الکفاة حق جمیعهم والعاقل متصرف فیها بغیر رضاء هم فلم یصح کتصرف الفضولی۔

والثانیه ۔ هو الصحیح بدلیل ان المرأة التی رفعت الی النبی ﷺ ان اباها زوجها من غیر کفو خبرها ولم یبطل النکاح من اصله لان العقد وقع بالازن والنقص الموجود فیه لایمنع صحته وانّما یثبت الخیار کالعیب ۔

(المغنی والشرح الکبیر جلد نمبر 7ص273تالیف ، 1۔ الشیخ الامام ابن قدامة المتوفی سنته 630ھ) 2۔ والشرح الکبیر ، للشیخ الامام ابن قدامة المقدمی المتوفی سنه 682، مطبوعه ، بیروت۔ لبنان)

خصال الکفاة :ای الصفات المعتبرة فیها لیعتبرة فیها لیعتبر مثلها فی الزواج خمس ـــــ۔

(اوثالثها) نسب:واعتبر النسب فی الآباء لان العرب تفتخر به فهیم دون الامهات ـ فمن انتسب لمن تشرف به لایکافها من لم یکن کذالك وحینئذ (فالعجمی) ابا ان کانت امهٔ عربیة (لیس کف عربیة) وان کانت امها عجمیة لان الله تعالیٰ اصطفی العرب علی غیر هم و میز هم عنه بفضائل جملة کما صحت به الاحادیث

(ولاغیر قرشی) من العرب (قرشیة) ای کف قرشیة لان الله تعالیٰ اصطفی قریشا من کنانة المصطفین من العرب کمایاتی

(ولا غیر قرشی) من العرب (قرشیة) ای کف قرشیة لان الله تعالیٰ اصطفی' قریشا من کنانة المصطفین من العرب کما باقی۔

(ولا غیر هاشمی ومطلبی) کفأ (لهما) لخبران الله اصطفیٰ من العرب کنانة واصطفیٰ من کنانة قریش "واصطفیٰ من قریش بنی هاشم" وصح خبر "نحن وبنو مطلب شئ واحد" فهما متکافئان ۔ نعم اولاد فاطمة منهم لایکافهم غیر هم من بقیة بنی هاشم لان من خصائصه ﷺ ان اولاد بناته ینتسبون الیه فی الکفاة و غیر ها کما صرحوابه۔

(خصال الکفاة ۔ نهایة المحتاج الی شرح المنهاج فی الفقه علی مذہب الامام الشافعی رضی الله عنهٗ تالیف۔ شمس الدین محمد بن ابی العباس احمد بن حمزة ۔ المتوفی 1004/1007ہجریه ۔ الجزء السادس ۔ ص 357، طبع دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان الطبعة الثالثه 1992)

الکفاة تعتبر فی خمسة اشیاء

النسب والدین و الحریة والمال والصنائع ۔ (حاشیه)

اذا زوجت المرأة نفسها من غیر کف فلااولیاء ان یفرّ قو ابینهما (دفعا للعارعن انفسهم)ثم الکفاة تعتبر فی النسب (لانه یقع به التفاخر)

"فرع" انتسب الی غیر نسبه لامرأة فتزوجته ثم ظهر خلاف ذالك فان لم یکافها به کقرشیة انتسب لها الی قریش ثم ظهر انه عربی غیر قرشی فلها الخیار ولو رضیت کان للاولیاء التفریق و یقول سفیان الثوری علی الحاشیة۔ لاتعتبر الکفاة فی النسب لان الناس سواسیة بالحدیث قال ﷺ الناس سو اسیة کا سنان المشط فلا فضل لعربی علی عجمی انّما الفضل بالتقوی و قد ایّدهٗ ذالك بقوله تعالیٰ

"ان اکرمکم عندالله اتقکم" اس پر مفصل بحث گزر چکی ہے۔

(فتح القدیر جلد نمبر2صفحه 419. الامام ابن الهمام الحنفی المتوفی سنه 593 مطبوعه الکبری الامیریة بو لاق مصر)

والكفالة الدين والنسب و هو المنصب و الحرية و ايسار حسب مايحب لها وقيل تساويهما فيه والضاعة فى الاشهر عنه (وش) فلا تزوج عفيفة بفاجر ولا حرة بعبد و عنه ولا عتيق وابنه بحرة الاصل ولا موسرة بمعسر و ظاهره ولو كان متوليا وقال شيخنا ولا بنت تأنى و هو رب العقار بحائك ولا بنت بزاز بحجام ولا عربية بعجمى (وش) وفى الكل و عنه
ولا قرشية بغير قرشى ولا هاشمية بغير هاشمى۔۔۔

(کتاب "الفروع" ويليه تصحيح الفروع جلد 5 صفحه 190، تاليف. الامام شمس الدين المقدسى ابى عبدالله محمد بن مفلح متوفى 763 ھ، مطبوعه. عالم الكتب 1985 م، بيروت. لبنان)

مواخات مدینہ اور علی المرتضیٰ

حدثنا يوسف بن موسى القطّان البغدادى حدثنا على بن قادم حدثنا على بن صالح بن حيّ عن حكيم عن بشير عن جميع بن عمير اليتمى
عن ابن عمر قال۔ آخى رسول الله ﷺ بين اصحابه فجاء على تدمع عيناهٗ فقال يا رسول الله ﷺ آخيت بين اصحابك ولم تواخ بينى و بين احد فقال له رسول الله ﷺ انت اخى فى الدنيا و الآخرة۔ (ترمذی شریف)

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں سید کائنات ﷺ نے اپنے اصحاب کرام علیہم الرضوان میں مواخات قائم فرمائی۔ "مدینہ شریف میں یہ بھائی چارہ بڑی اہمیت کا حامل تھا" پس مولائے کائنات، سید الاولیاء جناب علی بن ابی طالب تشریف فرما ہوئے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو چھلک رہے تھے۔ عرض

کیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے صحابہ کرام کے درمیان مواخات قائم فرمائی لیکن مجھے کسی کا بھائی قرار نہیں دیا۔ سید کائنات ﷺ ارشاد کناں ہوئے علی انت اخی فی الدنیا والآخرہ اس دنیا اور آخرت میں علی تم ہمارے بھائی ہو"۔

حضرت امام نسائی نے سنن نسائی میں نقل کیا ہے۔

اخبرنا محمد بن یحییٰ بن عبداللہ نیشا پوری و احمد بن عثمان بن حکیم قالاحدثنا عمرو بن طلحۃ قال حدثنا اسباط عن سماك عن عکرمۃ عن ابن عباس انّ علیاً کان یقول واللہ انیّ لاخو رسول اللہ ﷺ وولیّہ

(سنن نسائی شریف۔ الجوہرۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس حبر الامۃ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لاریب مولائے کائنات فرمایا کرتے تھے۔

"مجھے اللہ کی قسم بیشک میں ہی وہ شخص ہوں جسے سید کائنات ﷺ نے اپنا بھائی اور ولی قرار دیا ہے"۔

قال حدثنا عبداللہ بن عمر عن الحارث بن حصیرۃ قال حدثنی ابو سلیمان الجھنی یعنی زید بن وھب قال سمعت علیاً یقول علی المنبر 'انا عبداللہ و اخو رسولہ لم یقلھا احد قبلی ولا یقولھا بعدی الا کذاب مفتر۔

حضرت زید بن وھب فرماتے ہیں کہ میں نے مولائے کائنات' سید الاولیاء کو منبر پہ جلوہ فگن دیکھا اور سر کے کانوں سے سنا آپ نے فرمایا' انا عبداللہ و اخورسولہ ---' میں علی اللہ کا بندہ ہوں اللہ کے رسول ﷺ کا بھائی ہوں۔ آپ کا ولی الامر ہوں۔ مجھ سے قبل نہ کسی نے یہ کہا اور نہ کوئی میرے بعد یہ کہے گا۔ اگر کوئی یہ دعوئی کرے تو وہ کذاب، جھوٹا اور افتر اباز ہوگا۔

(الجوہرۃ فی نسب الامام علی وآلہ، تالیف محمد بن ابی بکر الانصاری التلمسانی القرن السابع الھجری صفحہ 75۔ مطبوعہ۔ موسسہ انصاریاں شارع الشہدأ۔ قم)

حدثنا اسماعیل بن موسیٰ، حدثنا شریك عن ابی اسحاق عن حبشی بن جناده قال قال رسول الله ﷺ۔ علیٌ منی و انا من علی ولا یودی عنی الا انا او علی۔

(الترمذی الشریف)

حضرت حُبشی بن جنادہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علی کرم اللہ وجہہ مجھ سے ہیں اور میں ﷺ علی سے ہوں اور یہ فریضہ کوئی ادا نہیں کرسکتا سوائے میرے اور علی المرتضیٰ کے۔ فریضہ سے مراد حج کے موقع پر احکام باری کی تبلیغ تھی۔

حدثنا سفیان بن وکیع، حدثنا عبیدالله بن موسیٰ عن عیسیٰ بن عمر عن السدّی عن انس بن مالك قال کان عندالنبی ﷺ طیر فقال اللهم أتنی باحب خلقك الیك یاکل معی هذا الطیر فجاء علی فاکل معه قال ابو عیسی هذا حدیث غریب

(الترمذی الشریف)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں سید کائنات پرندے کے گوشت سے کھانا تناول فرمانے لگے تو آپ نے اللہ کریم جل وعلا سے دعا کی اے بار الٰہی۔ اس مخلوق میں سے جو تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب شخص ہے اسے بھیج تا کہ وہ میرے ساتھ کھانے میں شامل ہو۔ پس سلطان اقلیم ولایت تشریف فرما ہوئے اور کھانا ماحضر تناول فرمایا۔ ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث سدا کی وجہ سے غریب ہے کیونکہ ان کے بغیر ہمارے علم میں نہیں کہ اس حدیث شریف کو کسی نے روایت کیا ہو۔ آگے چل کر حضرت ابوعیسیٰ ترمذی نے اسی راوی سدی سے ایک اور روایت نقل فرمائی ہے اور اس کا حکم بھی یہی ہے۔ فرماتے ہیں۔

قال رسول الله ﷺ انّ الله امرنی بحب اربعة قبل یارسول الله ﷺ سمهم قال علی منهم یقول ذالك ثلاثا و ابوذر والمقدار و سلمن امرنی بحبهم واخبرنی انه یحبهم۔

"فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے چار آدمیوں سے محبت کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ بیشک علی المرتضیٰ ان چاروں میں سے ایک ہیں باقی تین صحابہ کرام حضرت ابوذرؓ مقداراور جناب سلمان فارسی ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ ان چاروں سے محبت فرماتا ہے"۔

عن زید بن ابی اوفیٰ قال لما آخی النبی ﷺ بین اصحابه قال علی لقد ذهبت روحی وانقطع ظهری، حین رایتك فعلت باصحابك مافعلت غیری۔ فان کان هذا من سخط علی فلك العتبی والکرامة حتی ترضیٰ؟۔ فقال رسول الله ﷺ والذی بعثنی بالحق ما اخرتك الالنفسی وانت منی بمنزلة هارون من موسیٰ غیر انه لانبی بعدی وانت اخی و وارثی قال علی وما ارث منك یارسول الله ﷺ ؟ قال ماورّث الانبیاء من قبلی قال وماورث الانبیاء من قبلك؟ فقال المصطفیٰ ﷺ کتاب الله وسنة نبیهم وانت معی فی قصری فی الجنة مع فاطمة ابنتی وانت اخی ورفیقی

(رواۃ الامام احمد بن حنبل فی مسندہ الدار البھیة فی الانساب الحیدریة 31)

حضرت زید بن ابی اوفیٰ فرماتے ہیں کہ

جب سید کائنات ﷺ نے مدینہ شریف میں مواخات قائم فرمائی سید اقلیم ولایت کرم اللہ وجہہٗ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ میری جان نکلی جارہی ہے' میری کمر ٹوٹنے کو ہے جب سے میں آپ کا مواخات فرمانا دیکھ رہا ہوں۔ آپ ہر کسی کو کسی نا کسی کا بھائی قرار دے رہے ہیں سوائے میرے۔ سید العالمین رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے آپ کو ارادۃً موخر کیا۔ آپ کو صرف اپنے لیے بچا کے رکھا آپ کا مقام میرے نزدیک ایسے ہے جیسے جناب حضرت ہارون وموسیٰ علیہما السلام کا۔ سوائے اس بات کے کہ میرے بعد دروازہ نبوت

مسدود ہے۔ آپ میرے بھائی ہیں آپ میرے اس دنیا سے رحلت فرمانے کے بعد میرے وارث ہیں جناب مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ کریم نے عرض کیا وراثت کیسی؟ سید العالمین ﷺ نے فرمایا جیسے انبیاء کرام علیہم السلام وارث بناتے ہیں۔ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ انبیاء کرام کی وراثت کیا تھی؟ فخر الانبیاء والمرسلین ﷺ نے فرمایا انبیاء کرام کی وراثت اللہ کی کتاب اور انکی اپنی سنن مبارکہ وراثت تھیں۔

"اے علی المرتضیٰ آپ کل بروز قیامت جنت میں پاک زہراؑ خاتون کی معیت میں میرے محل میں ہونگے آپ میرے بھائی اور میرے رفیق ہیں"۔

حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری نے بخاری شریف میں نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔اے علی !انت منی و انا منک۔ "آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں"۔

وقال عمر بن الخطاب رضی الله عنه۔ توفی رسول الله ﷺ و هو عنه ای عن علی راضی۔ (بخاری شریف)

"حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک اس حال میں ہوا کہ آپ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے راضی تھے"۔

قال الله تبارك وتعالیٰ

"فمن حاجك فيه من بعد ماجاء ك من العلم فقل تعالوا ندع ابناء نا وابناء كم و نساء ناونساء كم وانفسناانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين"۔

"پھر جو شخص جھگڑا کرے آپ سے اس بارے میں اس کے بعد کہ آ گیا آپ کے پاس یقینی علم تو آپ فرما دیجیے۔ آؤ! ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں کو اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو بھی۔ پھر سب التجا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر"۔

مباہلہ نصاریٰ

بنی نجران کے عیسائیوں سے جب سید کائنات ﷺ نے 10 ھ میں جناب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے عنوان پر عقیدہ تثلیث کے بطلان پر مسلسل دلائل دیے لیکن انھوں نے ماننے سے انکار کردیا تو نوبت مباہلہ تک آ گئی۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت مولا حسین علیہ السلام کو گود اٹھایا' حضرت مولا حسن علیہ السلام کو انگلی پکڑوا کر قدم رنجا فرما ہوئے خاتون جنت مخدومہ کونین آپ کے قدموں پہ قدم رکھتی ہوئی روانہ ہوئیں اور شیر خدا اسد اللہ الغالب مولا کل حضرت سید الاولیاء جناب علی المرتضیٰ مخدومہ کونین کے پیچھے پیچھے تشریف لا رہے تھے۔ سید المرسلین ﷺ ساتھ یہ بھی فرما رہے تھے۔

و ان انا دعوت فامنوا۔

"اگر میں دعا کیلئے ہاتھ بلند کروں تو آپ سب آمین کہنا"۔

جب ان عیسائی سرداروں نے یہ نفوس قدسیہ دیکھے تو ان کے سردار اسقف پادری نے سیاسی چال چل کر راہ نکالی اس نے سوچا۔

اگر مباہلہ کریں گے تو غرق ہو جائیں گے۔ سید الاولین والآخرین کا بھی فرمان ذی وقار ہے اگر میں بددعا کرتا تو عیسائیت کا نام ونشاں ختم ہو جاتا اور درختوں پر سے پرندوں کا بھی کوئی سراغ نہ ملتا۔

اگر عیسائی علماء مباہلہ نہ کریں تو اپنی جماعت کے سیاسی وسماجی زعما کو کیا جواب دیں گے۔ کیا ان عیسائی علما کے پاس کوئی جواب ہوتا جب قوم اُن سے سوال کرتی کہ جھوٹے عالم ہو کر تم نے ہمیں سرعام کیوں ذلیل ورُسوا کیا۔ اسقف پادری نے ہوشیاری وچالاکی سے تیسری راہ نکالی۔ کہ ہم مباہلہ نہیں کرتے بلکہ جزیہ دیتے ہیں' زروجواہرات پیش کرتے ہیں اور اتنے ہی کثیر حلے ہر سال پیش کیا کریں گے جو ہم سے یہ خطا سرزد ہوئی۔ رحمت اللعالمین ﷺ اور خانوادہ رسالت کے نفوس قدسیہ نے ان کے جرائم سے عفو ودرگزر فرماتے ہوئے انہیں یہ موقع عطا فرمایا۔

حضرت جار اللہ زمخشری نے اپنی مشہور زمانہ تفسیر کشاف میں یوں رقم کیا ہے۔

لادليل اقوى من هذا على فضل اصحاب الكساء و هم على وفاطمة والحسن والحسين لانها لما نزلت دعاهم ﷺ فاحتضن الحسين واخذ بيدالحسن و مشت فاطمة خلفه و على خلفهما عليهم الصلاة والسلام۔

فعلم انهم المراد من الآية و ان اولاد فاطمة و ذريتهم يسمون ابناءهٗ وينسبون اليه نسبة صحيحة نافعة فى الدنيا والآخرة

کہ اس سے بڑھ کر فضیلت اصحاب کسا اور کیا ہو کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ سید العالمین ﷺ نے مولا حسین علیہ السلام کو گود اٹھایا مولا حسن علیہ السلام کو انگلی لگایا مخدومہ مخدرہ پاک زہرہ اپنے والد بزرگوار کے نقش قدم پہ روانہ ہوئی اور مولائے کائنات ان کے پیچھے پیچھے جلوہ فگن رہے۔

پس یہ بات محقق ہے کہ پاک زہرہ صلوۃ اللہ علیہا وسلامہ کی اولاد حضرت نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہے اور یہ نسب اور یہ نسبت بالکل صحیح اور دنیا وآخرت میں نفع بخش ہے۔

(تفسیر كشاف۔ علامه جار الله زمحشری)

عن زيد بن ارقم رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ انى تارك فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا بعدى احدهما اعظم من الآخر كتاب الله حبل ممدود من السماء الى الارض وعترتى اهل بيتى و لن يتفرقا حتى يردا علىّ الحوض فانظر واكيف تخلفونى فيهما۔

(ترمذی شریف، كتاب المناقب رقم 3788. رواه الطبرانی فی الاوسط ایضاً)

''حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم ان دونوں سے تمسک رکھو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ایک دوسری سے اعظم ہے وہ کتاب اللہ، حبل ممدود جو آسمان

سے زمین کی طرف منزول ہے دوسری میری عترت اہل بیت۔ اور یہ دونوں کبھی بھی کسی بھی دور میں جدا نہ ہوں گی۔ حتیٰ کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گی۔ پس دیکھو میرے بعد ان کے بارے میں خیال رکھنا"۔

عن العباس بن عبدالمطلب قال کنا فلقی الففر من قریش و هم یتحدثون فیقطعون حدیثهم فذکرنا ذالك الرسول الله ﷺ فقال مابال اقوام یتحدثون فاذا رادا الرجل عن اهل بیتی قطعوا حدیثهم والله لا یدخل قلب رجل الایمان حتیٰ یحبهم لله ولقرابتهم منیّ۔

(سنن ابن ماجه فی المقدمه، رقم الحدیث 140. الترمذی فی باب 49کتاب المناقب رقم 3758و فی مجمع لزوائد ورجال اسناده ثقات)

حضرت عباس بن عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ ایک گروہ کی قریش سے ملاقات ہوئی۔ گفت و شنید جاری تھی کبھی کبھی وہ لوگ قریشیوں کی گفتگو کو قطع کر دیتے۔ ہم نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اس قوم کا کیا حال ہوگا جو میرے قبیلہ کے لوگوں کی گفتگو قطع کرتے ہیں مجھے اللہ کی قسم کسی آدمی کے دل میں ایمان اس وقت تک داخل ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ ان لوگوں سے میری اور میرے اللہ کی وجہ سے محبت نہ کرے۔

ترمذی شریف، کتاب المناقب میں حضرت رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذی احتشام حضرت زید بن ارقم یوں نقل کرتے ہیں۔

ان رسول الله ﷺ قال لعلی وفاطمة والحسن والحسین انا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالتم۔

"بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ علی، سیدہ فاطمہ زہراً، الحسن اور الحسین علیہما السلام، میں محمد رسول اس شخص سے جنگ کروں گا جو تمہارا محارب ہو اور میں رسول اللہ اس شخص سے صلح و سلامتی میں ہوں جس کی تمہارے ساتھ صلح ہے"۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ احبوا الله لما یغزو کم به من نعمه واحبونی بحب الله و احبو اهل بیتی لحبی ۔

''حضرت حبر الامت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ سے محبت اس لیے کہ اس کی نعمتوں کی بارش تمہارے اوپر برس رہی ہے میرے ساتھ اللہ کی وجہ سے محبت کرو کہ میں اس کا رسول ہوں اور میرے اہل بیت کے ساتھ میری وجہ سے محبت کرو''۔

(ترمذی شریف ۔رقم3789)

حضرت علی المرتضیٰ بن ابی طالب القرشی الہاشمی صحیح بخاری کتاب المناقب میں اس طرح مندرجہ ہے۔

''حضرت علی کا سلسلہ نسب ایک خاص خصوصیت رکھتا ہے جو دنیا کے کسی خاندان کو حاصل نہیں۔ تاریخی اعتبار سے اس سے زیادہ صحیح النسب خاندان کرہ ارض پر موجود نہیں نہ چشم فلک نے دیکھا ہے۔ آپ کا نسب نامہ جو صحیح بخاری اصح الکتب تحت اسماء بعد القرآن رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے''۔

علی ابن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ھاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فھر بن مالك بن نضر بن کنانه بن خزیمه بن مدرکه بن الیاس بن مضر بن نذار بن معد بن عدنان ۔

یہی نسب نامہ جناب سید کائنات رحمت العالمین ﷺ کا ہے۔ فرق صرف علی بن ابی طالب اور محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے۔ اس لحاظ سے علی المرتضیٰ رسول اللہ ﷺ کے عم زاد ہیں اور ہم دادا بھی۔ تاریخ آدمیت کا یہ سب سے شریف خاندان، صحت نسبی کے لحاظ سے آفتاب کی طرح چمک رہا ہے۔ دنیا کی کوئی چیز ان کے فخر کو دبا نہیں سکتی۔ یہ نسب نامہ اس زبان حق ترجمان سے نکلا ہے جس سے سوائے حق کے کوئی شے نہیں نکلتی۔

حضرت علی کی کنیت ابوتراب اور ابوالحسن ہے۔

بخاری شریف کتاب الغازی باب مرض النبی ﷺ ووفاته میں ان علی بن ابی طالب خرج من عند رسول الله ﷺ فی وجعه الزی توفی فیه فقال الناس یاابا الحسن کیف اصبح رسول الله ﷺ

علی بن ابی طالب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے باہر تشریف لائے۔ سید العالمین رحمت کائنات ﷺ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ لوگوں نے عرض کیا یاابا الحسن رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟۔

اس حدیث مبارکہ میں صحابہ کرام نے علی المرتضٰی کو ابوالحسن کی کنیت سے مخاطب کیا۔

''رحمت اللعالمین ﷺ اپنے بھائی کو ابا تراب **قم ابا تراب، قم اباتراب**''۔

''ابوتراب اُٹھو! ابوتراب اُٹھو کہہ کر پکارتے''

(بخاری کتاب الصلاۃ باب قوم الرجال فی المسجد، بخاری شریف کتاب المناقب)

حضرت علی المرتضٰی کی والدہ طیبہ طاہرہ

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

فاطمة بنت اسد بن هاشم بن عبدمناف القرشية الهاشمية ام علی ان ابی طالب و هی اول هاشمية ولدت هاشميا۔

''حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف قرشیہ ہاشمیہ خاتون اول ہیں جنہوں نے ہاشمی شوہر سے امانت وصول کی اور ہاشمی بچہ علی المرتضٰی، **اسد الله الغالب، لافتی الاعلی** کی شکل میں اسلام اور مسلمانوں کو عطا کیا''۔

والد حسنین کریمین، طیبین شریفین ہی وہ پہلے نجیب الطرفین ہاشمی شخص ہیں جو ماں اور باپ دونوں طرف سے ہاشمی ہیں۔ جناب فاطمہ بنت اسد ہجرت مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھیں۔

قال الشعبی اسلمت وھاجرت مع النبی ﷺ

رسول اللہ ﷺ ان کو اپنی والدہ کے برابر سمجھتے تھے۔

عن انس ابن مالك قال لما ماتت فاطمة بنت اسد ابن هاشم ام علی' فدخل عليها رسول الله ﷺ وجلس عند رأسها و قال رحمك الله يا امی كنتِ ای بعد امی بجوعين و تشبعنی و نعرين و تكسبنی تمنعين نفسك و طيب الطعام تطعمنی تريدين بذالك وجه الله و الدار الآخرة۔

وقال انس امر بغسلها فلما بلغ الماء الذی فيه الكافور اسكنه رسول الله ﷺ بيده عليها والبسها قميصه و امر عمر او اسامه بن زيد و ابو ايوب الانصاری بحفر قبر هاو ادخلها فيه هو وابوبكر والعباس ثم دعا بهذا الدُعا اللهم اغفر الامی فاطمة بنت اسد والقها حجتها ووسّع عليها مدخلها بحق نبيك محمد والانبياء الذين من قبلی انك انت ارحم الراحمين۔

وراوی ابن عباس نحو ذالك وزاد فقالوا ما رأيناك صنعت باحد ماصنعت بهذه قال انه لم يكن بعد ابی طالب ابرّ منها البستها قميصی لتكسبی من حلل الجنة واضطجعت فی قبر ليهون عليها عذاب القبر۔

(اسد الغابة فی معرفة الصحابه، العلامه ابن اثير۔ حيات مقدسه)

''حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب سیدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم مولائے کائنات کی والدہ طاہرہ کا وصال ہوا۔ سید العالمین ﷺ تشریف لائے جنازہ کے سر کی طرف بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا۔ امی جان اللہ کریم آپ پر رحمتوں کی بارش نازل فرمائے۔ امی جان آپ میری حقیقی والدہ کے بعد ہم پر کتنی ہی مہربان تھیں خود بھوکی رہ کر ہمیں کھانا کھلاتی تھیں۔ آپ اچھا لباس نہ پہن کر

ہمیں خوبصورت لباس پہنایا کرتی تھیں۔ اپنے آپ کو اچھے اچھے کھانوں سے روک کر ہمارے لیے کتنے عمدہ کھانوں کا اہتمام فرماتی تھیں یہ آپ صرف وجہ اللہ اور دار آخرت کی بنا پر ہمارے ساتھ روا رکھتی تھیں"۔

"حضرت انس فرماتے ہیں جناب سرور دنیا و دین، رحمت العالمین ﷺ نے فرمایا امی جان کو غسل دیا جائے جب مشک کافور کی باری آئی تو سید العالمین ﷺ نے اپنے دست مبارک سے مشک کافور گرانا شروع فرمایا پھر اپنا قمیص مبارک اپنی امی جان کو پہنایا۔ عمر بن خطاب اسامہ بن زید اور ابو ایوب انصاری کو قبر کھودنے کا حکم فرمایا۔ قبر تیار ہوگئی تو سید کائنات علیہ اطیب التحیات والسلام وعلی آلہ خود آگے بڑھے اور اپنی پاک باز والدہ کو قبر میں اتارا۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عباس بن عبد المطلب آپ کے ساتھ تھے آپ فرما رہے تھے اے کریم اللہ میری والدہ فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما۔ اسے اپنے دامن کرم میں چھپا لے۔ اس پر حجت باری تعالیٰ القا فرما۔ ان کی قبر کو کشادگی عطا کر بطفیل محمد ﷺ اور ان جملہ انبیاء کرام کے جو مجھ سے پہلے تشریف فرما ہوئے۔ بیشک تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے"۔

"حضرت ابن عباس فرماتے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آج ہم نے جو دیکھا ہے ایسا آپ نے پہلے کبھی نہیں کیا۔ رحمت العالمین ﷺ نے فرمایا"۔

حضرت ابو طالب کے بعد میری اس ماں سے بڑھ کر مجھ پر کسی کے احسانات نہیں تھے میں نے اپنا قمیص دیا تا کہ مالک الملک انہیں جنت کے حلے، پوشاک عطا فرمائے۔ قبر میں اس لیے لیٹا کہ ان پر عذاب قبر نہ ہو۔

المستفادات

سیدہ فاطمہ بنتِ اسد ہاشمیہ ہیں اگر ہاشمی ہونا مفید نہیں تو مفسرین ومحدثین ومورخین نے یہ کیونکر نقل فرمایا کہ آپ خاتون اول ہیں جو تمام اطراف سے ہاشمی بچے کو جنم دے رہی ہیں۔ آپ خود بھی ہاشمیہ آپ کے شوہر نامدار بھی ہاشمی اور نومولود بھی ہاشمی۔

۱۔ ہاشمی ہونا ایک اعزاز کل بھی تھا اور آج بھی ہے۔

ذالك فضل الله يو تيه من يشاء

اچھا خاندان' اچھے والدین' اللہ کی اپنی تقسیم ہے۔

عقل انسانی اس کا انکار نہیں کرتی۔ برے ماں باپ ہوں تو اولاد کیلئے باعث ننگ و عار ہیں اور اگر باپ نیک ہو تو بقول قرآن کان ابوھما صالحا کا مصداق اعزاز و شرف ہے۔

۲۔ خاندان بنو ہاشم سے بہتر خاندان اللہ نے زمین پر خلق ہی نہیں فرمایا۔ ملاحظہ ہوں۔ کتب احادیث رسول انام صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳۔ احسانات کو یاد رکھنا سنت سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

۴۔ جناب فاطمہ بنت اسد کے احسانات کائنات عالم میں مجھ پر سب سے زیادہ ہیں سوائے حضرت ابوطالب کے۔

جناب محسن رسول اسلام حضرت ابوطالب کے، حضرت ابوطالب آپ کے محسن و مربی محافظ و نگہبان، سرپرست و نکاح خواں۔ اجلاس اسلامیہ میں خرچ اخراجات کرنیوالا اپنا گھر، مال اور بیٹوں کو رسول اللہ کی جگہ پر ذبحہ ہونے کیلئے پیش کرنیوالے ہیں۔ کسی وصال کے موقع پر اپنی خدمات پیش کرنا' یہ امر نہ صرف مستحق ہے بلکہ فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ اُسوہ کاملہ ہے۔

۵۔ حضرت عمر' حضرت اسامہ بن زید' حضرت ابوایوب انصاری نے فاطمہ بنت اسد کیلئے قبر تیار کی۔

۶۔ رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ مبارک سے دعا کرنا نہ صرف صحابہ کی سنت ہے۔ بلکہ سید العالمین ﷺ نے بنفس نفیس یہ دعا فرمائی۔

اللهم اغفر لاُمی فاطمه بنت اسد بحق نبیك و الانبیاء من قبلی

یا اللہ میری والدہ فاطمہ بنت اسد کی مغفرت بحق محمد اور بحق انبیاء سابقہ مغفرت فرما۔

۷۔ کیونکہ کہا جا سکتا ہے اللہ کے بندے کسی کیلئے نافع نہیں ہو سکتے جبکہ رسول اللہ اپنی والدہ کو اپنا قمیص عطا فرما رہے۔ اگر قمیص نافع نہ ہوتا تو فعل رسول اللہ ﷺ سے یہ بات پایہ ثبوت تک نہ پہنچی۔ کیونکہ رسول اللہ کا فعل عبث نہیں بلکہ ہزاروں حکمتوں پہ مشتمل ہے۔

۸۔ رسول اللہ ﷺ کا قبر انور میں لیٹنا اور صحابہ کرام جناب ابوبکر و عمر، عباس و علی کا سوال عرض کر کے ہمیں بات سمجھانا کہ سارے انسان برابر نہیں کتنا بڑا ثبوت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنوں کیلئے کتنے رؤف کتنے رحیم ہیں۔

۹۔ اور یہ بات بھی اٹل حقیقت ہے کہ قبر میں روح و جسم کی زندگی موجود ہے ورنہ صرف جسم کو یا صرف روح کو سزا و جزا کا معنی و مفہوم کیا رہ جائیگا۔

۱۰۔ عذاب قبر، راحت قبر، قبر روضه من ریاض الجنته یا، حضرة من حضرات النار ، قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوتی ہے۔ قبر صرف وہ نہیں جو ہم نے بنائی۔ قبر سے مراد جسم کو چھپاتا ہے۔ جسم انسانی کو بھی قبر کہتے ہیں کیونکہ روح انسانی اس میں چھپی ہوئی ہے۔

مصنف کی دیگر کتب

- ★ مفہوم لا الہ اللہ محمد رسول اللہ
- ★ فرحان قبر
- ★ سادات اہل جنت
- ★ الانسان

ملنے کے پتے

جامعہ علی المرتضیٰ بھکھی شریف

آستانہ عالیہ حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا بھکھی شریف

دائم اقبال اکیڈمی پاکستان منڈی بہاؤالدین

شاہ چراغ اکیڈمی کچہری روڈ منڈی بہاؤالدین